تعلیمات اسلام کا علمبردار دینی و علمی ماہنامہ
الحق
سرپرست
شیخ الحدیث حضرة مولانا عبد الحق مدظلہ
دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک پشاور پاکستان

اے بی سی (آڈٹ بیورو آف سرکولیشن) کی مصدقہ اشاعت
لہٗ دعوۃ الحق
قرآن وسنت کی تعلیمات کا علمبردار

فون نمبر دارالعلوم : ۴ فون نمبر رہائش :

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

جلد نمبر : ۱۰ مدیر محرم الحرام ۱۳۹۵ھ
شمارہ نمبر : ۴ سمیع الحق ۱۶ جنوری ۱۹۷۵ء تا ۱۵ فروری ۷۵ء

اس شمارے میں

بدل اشتراک — پاکستان میں سالانہ دس روپے۔ بیرون ممالک بحری ڈاک ایک پونڈ، ہوائی ڈاک دو پونڈ

فی پرچہ
ایک روپیہ

سمیع الحق استاذ دارالعلوم حقانیہ نے منظور عام پریس پشاور سے چھپوا کر دفتر الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے شائع کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقشِ آغاز

اخبارات میں خبریں آچکی ہیں کہ حکومت اب دینی مدارس کو بھی اپنی تحویل میں لینا چاہتی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی محترم وزیر مذہبی امور نے بھی خطباتِ جمعہ کو سرکاری ہدایات کا پابند بنانے کیلئے ایک "حسین" منصوبہ پیش کر دیا ہے۔

منبر و محراب کے ساتھ مسجد و مدرسہ کو بھی آمریت کی لونڈی بنا دینے کے یہ ارادے نئے نہیں بلکہ اسلامی خلافت کے ملوکیت سے بدل جانے کے بعد ہر دور کی لادینی طاقتوں کی ایک دیرینہ حسرت رہی ہے۔ یہ حسرت انگریز سے پہلے بھی دینِ اکبری کے علمبردار اکبر کے زمانہ میں ظاہر ہوتی رہی۔ اس دور کے ابوالفضل اور فیضی نے دین کے رہے سہے نقوش کو بھی مٹا دینے ہی کے لئے اکبر کو آمادہ کیا کہ آزادانہ دینی نظامِ تعلیم و تبلیغ کے تمام مظاہر کو ایک ایک کر کے مٹا دیا جائے۔ پھر انگریز کا دور آیا اس نے کیا کچھ نہ کیا۔ لاکھوں علماء تہ تیغ ہوئے دینی مراکز تہس نہس کر دئیے گئے مدارس اجڑ گئے مساجد مسمار ہوئیں، کتاب و سنّت کو پامال کیا گیا۔ مگر دین کی آزادانہ شان بان کو برقرار رکھنے والے علماء حق اتنے سخت جان نکلے کہ سب کچھ لٹا کر بھی محبوبانِ دین اور شیدائے علم کی آبرو برقرار رکھی۔ اور علمِ دین کو اقتدار کی غلط خواہشات کی تکمیل کے لئے ایک داشتہ بن جانے سے بچائے رکھا۔ برصغیر میں عیسائیت کی یلغار ہوئی، ہندو اکثریت نے مسلمانوں کو مٹانا چاہا مغربی سیلاب کی یلغار ہوتی رہی دو سو برس انگریز نے ہندوستانی مسلمانوں کو ظاہراً و باطناً انگریز بنانے کیلئے کروڑوں اربوں رقم خرچ کی ایک نیا نظام و نصاب تعلیم رائج کیا یہ سب کچھ ہوا مگر برصغیر میں اسلام اور مسلمانوں کا انجام اندلس، تاشقند اور سمرقند کی طرح نہ ہوا، اسلام نہ صرف بچا رہا بلکہ ہر باطل قوت کو دبا دبا کر ابھرتا رہا۔ آج ہماری اسلامی تعلیم، ثقافت، اسلامی تشخص اور پھر نظریۂ پاکستان کے نام پر الگ خطے کا حصول یہ سب کچھ ان مدارسِ عربیہ ہی کی بدولت ہے جو غلامی کی تاریکیوں میں ایک روشن قندیل کی طرح نہ صرف اسلامی علوم بلکہ اسلامی اخلاق و عادات آزادی اور حریت، جہاد اور سرفروشی کی روشنی بھی پھیلاتے رہے ہیں۔ سے حریتِ فکر اور جودتِ ذہن سے سرشار قائدین حریت اور سرفروشان

ملک و ملّت سے نکلے۔

بہرحال یہ سب چیزیں تاریخ کا ایک ایسا واضح اور قطعی حصہ ہیں جس پر کسی اضافے کی ضرورت نہیں۔ مدارس عربیہ نہ ہوتے تو آج برصغیر کی مسجدیں اذانوں کو ترستیں، مدرسے تعلیم دین کے نام سے ناآشنا ہوتے اور یہاں کی حالت امام بخاریؒ اور امام ترمذیؒ کے دیس سے مختلف نہ ہوتی آج اسپین کی مسجد قرطبہ کی طرح لاہور کی شاہی مسجد بھی اذان اور نماز کے لئے ترستی اور اسلامی سربراہوں کے اجتماع جیسا حسین و جمیل منظر کبھی نہ دیکھ سکتی۔

ایوب خان کے دور میں اسلام دشمن طاقتوں کی نظریں بھی مدارس پر پڑیں اور بے دین لوگوں نے اُسے سہارا دیا منصوبے بنتے رہے، ملّت فروش مذہب نما افراد نے تجاویز بنائیں کہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے امیر المومنین بننا ہے تو مولویوں کو ختم کر دو، دین کو ماڈرن بنا دو، مدارس کو قفل لگوا دو تمہیں بقائے دوام مل جائے گی اور مجدد وقت بن جاؤ گے، ایسے ہی نحوست دعاؤں نے ایوب خان سے عائلی قوانین نافذ کروائے اور دین کی تحریف و تلبیس کا ایک طویل سلسلہ رسوائے زمانہ ڈاکٹر فضل الرحمان کی شکل میں شروع کیا جو ایوب خان کے دوام کا نہیں بلکہ علماء اور دینی قوتوں کی شدید بیزاری کا سبب بن کر بالآخر ایوب خان کے شرمناک زوال منتج ہوا ایوب خان اہل دین کو نہ چھیڑتے تو ملکی استحکام و سالمیت اور مادی ترقیاتی منصوبوں کے لحاظ سے وہ اوروں سے بہرحال بہتر تھے اور اہل حق کو اس لحاظ سے ان سے کوئی بیر نہ تھا۔ مگر وہی ہوا جو سنت اللہ ہے۔ آج نہ ایوب خان ہے، نہ فضل الرحمان، نہ ان لوگوں کو ان کے درباری ملّت فروش مولویوں کے فتوے بچا سکے نہ سلطان وقت کی چوکھٹ پر جبہ سائی کرنے والے مشائخ کی دعائیں ان تمام لوگوں کا آج بھی یہی شیوہ ہے۔ صرف لبادہ بدل گیا ہے۔ مگر مذہب زندہ ہے، علماء حق کا جوش اور ولولہ قائم ہے۔ مدارس عربیہ علوم اسلام کی ضیا پاشیاں لئے ہوئے رواں دواں ہیں مساجد کلمہ حق سے گونج رہی ہیں۔ مجالس وعظ و تبلیغ مستعد و آباد ہیں۔ حیرت تو موجودہ حکومت کے قائد عوام وزیر اعظم صاحب پر ہے جنہیں عوام کے مزاج شناس ہونے کا بڑا ملکہ ہے۔ وہ حالات اور اس کے نتائج کو بھی سمجھتے ہیں۔ مگر بیٹھے بٹھائے کس بے بصیرت لوگوں نے انہیں بھی ایک ایسے راستہ پر ڈال دیا جو بالآخر مسلمانوں کی نہایت دل آزاری اور اللہ کی رحمتوں سے محرومی کا سبب بنے گا۔ اور اپنے دامن میں سوائے حرمان اور بربادی کے کچھ نہیں رکھتا۔ قادیانی مسئلہ کے حل ہونے کے بعد یکایک ایسی باتوں کا اخبارات میں آ جانا اور حکومت کا اب تک چپ سادھ لینا تشویش پریشانی کن افواہوں اور خیالات کا سبب بنتا جا رہا ہے۔ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ حکومت نے قادیانی مسئلہ

پر مجبور اور بے بس ہو کر جو قدم اٹھایا اس سے یہ حقیقت آشکارا ہو گئی کہ یہاں کی اسلامی طاقت کا ایک اہم ترین سرچشمہ مدارس عربیہ ہیں، قادیانیوں کو تو اپنا دشمن پہلے سے معلوم ہے۔ ملک میں سوشلسٹ طاقتوں کو بھی علماء اور ان کے مراکز اور سرچشموں کا وجود ایک آنکھ نہیں بھاتا۔ اب اگر حکومت نے خدانخواستہ کوئی بھی ایسا اقدام کیا تو اسے لازماً ان تین طاقتوں کا قادیانی مسئلہ کے فاتحین سے انتقام سمجھا جائے گا۔ کیا واقعی حکومت ایسا اقدام کر کے قادیانیوں کے زخموں کا اندمال کرنا چاہتی ہے۔ اور کیا واقعی یہاں لادینی سوشلزم کا قطعی قیام مقصود ہے۔؟ اور کیا حکومت کا مقصد یہی ہے کہ اس کے لادینی اقدامات پر کوئی انگلی اٹھانے والا نہ رہے۔ اور بجائے کلمۂ حق کے یہاں فاسق و فاجر کے منکرات و معاصی کو اللہ اور رسول کی عین اطاعت قرار دینے والے سرکاری ملاؤں اور علماء سوا کا دور دورہ ہے۔؟ یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے اور حالات ان اندیشوں کو تقویت پہنچا رہے ہیں۔ حکومت نے بہت سے کارخانے بنک اور زمینیں قومی تحویل میں لے لی ہیں۔ اب شاید وہ ان دینی کارخانوں اور مدارس عربیہ کا بھی استحصال کے نام پر استحصال کرنا آسان سمجھتی ہے۔ مگر اسے شاید معلوم نہیں کہ مادی منافع پر مبنی فیکٹریوں اور املاک کا معاملہ اور ہے اور شمع رسالت کو روشن رکھنے والے مدارس اور مراکز کی حیثیت اور۔ یہ معاملہ بڑا نازک ہے اور اہل علم اس معاملہ میں نہایت حساس۔ حکومت کو چند ٹکوں کے لئے ایمان اور ضمیر بیچنے والے بہت ہی کم ملیں گے۔ مدارس عربیہ کی چٹائیوں پر عمر عزیز صرف کر دینے والے اساتذہ اور سوکھے ٹکڑوں پر گزارا کر کے جوانیاں لٹا دینے والے طلباء علوم نبوت کے ان یادگاروں کو بچانے کیلئے سر دھڑ کی بازی لگائیں گے۔ جو مدارس دینیہ کی شکل میں قائم ہیں۔ جن کا ایک سرا دامانِ نبوت سے اور دوسرا عالم کی بقاء اور مسلمانوں کی حیاتِ ابدی سے وابستہ ہے۔ ہمیں خوشی ہے کہ ارباب مدارس اور ہر مکتب فکر کے علماء حق نے ملتان میں جمع ہو کر اس بارہ میں اپنی زندگی کا ثبوت دیا ہے۔ مدارس عربیہ کے تحفظ کے لئے ایک فعال متحدہ تنظیم اتحاد المدارس العربیہ کے نام سے قائم کر دی گئی ہے۔ ہمیں توقع ہے کہ تمام مدارس بلا لحاظ اختلاف مسلک و مشرب اس تنظیم کی ہدایات اور مشوروں کی قطعی پابندی کریں گے۔ تاکہ مدارس عربیہ کا یہ چراغ مصطفوی ہمیشہ ہمیشہ روشن رہے۔۔۔۔۔۔

اس وقت اسی اجمال پر اکتفاء کرتے ہوئے تفصیلات کو آئندہ صحبت پر چھوڑتے ہیں۔

واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل۔

سمیع الحق

وقائع نگار الحق مقیم مدینہ طیبہ

حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب قاسمی مدظلہ
مہتمم دار العلوم دیوبند

خانہ کعبہ کی مرکزیت

——— مدینہ منورہ میں کی گئی ایک تازہ تقریر

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب کی یہ تقریر علوم شرعیہ کے ادارہ والے ہال میں ۲ محرم ۱۳۹۵ھ بروز بدھ بعد از نماز عصر ہوئی جس میں سینکڑوں علماء و مشائخ اور زوار و حجاج نے شرکت فرمائی۔ جس انداز سے حضرت نے تقریر کے مبادی بیان کئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چار پانچ گھنٹوں کی تقریر تھی۔ افسوس کہ وقت کی تنگی کی وجہ سے آپ نے اجمالی بیان فرمایا۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب نے حضرت قاری صاحب کو تقریر کرنے کی دعوت دی تھی اور وہ خود بھی موجود تھے۔

(خطبہ مسنونہ کے بعد) اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم۔
ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا وھدی للعالمین۔ فیہ آیات بینٰت مقام ابراھیم ومن دخلہ کان آمنا۔ (الی آخر الآیۃ)

بزرگان محترم! اس وقت آپ الحمدللہ کہ اوّل عالم میں موجود ہیں۔ جو مرکز عالم بھی ہے اور وسط عالم بھی ہے۔ اور اصل عالم بھی ہے۔ میں نے چار الفاظ استعمال کئے۔ کہ خانہ کعبہ اوّل عالم، مرکز عالم، وسط عالم، اور اصل عالم ہے۔ سب سے پہلا مقام دنیا میں یہی ہے۔ اور اصل سب کی یہی ہے۔ اور عالم شاہد کے بیچوں بیچ بھی ہے اور مرکز بھی یہی ہے۔

یہ چار چیزیں ہیں ان میں بعض امور تو نص قطعی سے ثابت ہیں یعنی قرآن کریم نے خود تصریح فرمائی ہے اور بعض چیزیں آثار صحابہ سے ثابت ہیں۔ یعنی حدیث مرفوع اس میں یا ہے نہیں یا ہمارے علم میں نہیں۔ لیکن آثار صحابہ کے اندر ملتی ہیں۔ قرآن کریم نے تو ارشاد فرمایا: اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ سب سے پہلا گھر خدا کا جس کو اللہ تعالیٰ نے وضع کیا لوگوں کے لئے وہ مکّہ میں ہے۔ خواہ مکہ کے معنی مکہ کے ہوں یا مکہ کے معنی اس موضع کے ہوں کہ جس میں بیت اللہ واقع ہے۔ اور اس کے ارد گرد کو مکہ کہتے

ہیں۔ یہ اختلاف اقوال ہے۔ بہرحال حاصل یہ نکلا کہ خدا کا سب سے پہلا گھر جس کو عبادت کیلئے بنایا گیا ہے۔ وہ مکہ میں ہے جس کا نام بیت اللہ ہے۔ جب اللہ نے ارادہ کیا کہ اس عالم کو پیدا کیا جائے تو اس میں سب سے پہلی وضع بیت اللہ کی واقع ہوئی۔ جیسا کہ آثارِ صحابہ سے واضح ہوتا ہے۔ کہ پورے عالم میں پانی پانی تھا۔ یعنی عناصرِ اربعہ میں سب سے پہلے اللہ نے پانی کو پیدا کیا۔ تمام عالم میں پانی پانی تھا۔ جب حق تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ اس پانی سے دوسرے عنصر تیار کئے جائیں اور اس سے ساری کائنات بنائی جائے۔ اس پانی میں یہ جگہ جہاں بیت اللہ واقع ہے ابھری ہوئی تھی جیسے پہاڑی کا ایک چھوٹا سا مقام ہوتا ہے۔ وہ ابھر گیا۔ اس کے بعد میں کچھ گہرائی واقع ہوئی۔ اس کے بعد پانی نے ٹکرانا شروع کیا۔ جب سمندر کا پانی ٹکراتا ہے۔ تو اس میں غلظت اور گاڑھا پن پیدا ہوتا ہے۔ جیسا کہ آپ دیکھتے ہیں سمندر کے کناروں پر جب پانی ٹکریں کھاتا ہے۔ تو جھاگ پیدا ہو جاتی ہے۔ اور وہ سمندر جھاگ پتھر کیطرح سخت۔ تو پانی نے جب ٹکرانا شروع کیا تو غلظت اور گاڑھا پن واقع ہوئی اور گاڑھے پن نے سختی اختیار کی اور ایک اینٹ کے برابر سختی پیدا ہوئی۔۔۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک اینٹ کے برابر زمین بنی اور وہی بیت اللہ کا حصہ ہے۔ اس کے بعد حق تعالیٰ نے اس کو بڑھانا اور پھیلانا شروع کیا۔ تو پھیلتے پھیلتے زمین بنتی گئی اور اس حد پر آکر رک گئی۔ جس حد پر آج موجود ہے کتنے دنوں میں مکمل ہوئی یہ تو اللہ جانتا ہے۔ قرآن مجید میں بعض جگہ تصریحات بھی ہیں۔ لیکن اس وقت مدت سے بحث نہیں۔

بہرحال یہ معلوم ہوا کہ بیت اللہ اصل ہے ساری زمین کا، اور اس سے ساری زمین بنی، اور ہم، آپ جانتے ہیں کہ ہم سب زمینی مخلوق ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس مٹی سے پیدا کیا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ کلکم بنو آدم و آدم من تراب۔ تم سب کے سب آدم کی اولاد ہو۔ اور آدم کی اصل مٹی ہے۔ تو ہم سب کی اصل بھی مٹی ہوئی۔ اس سے انسان کو مشتِ خاک کہا جاتا ہے۔ مشتِ غبار کہا جاتا ہے۔ کسی شاعر نے کہا ہے۔

قدرت خدا کی دیکھیے تو انسان کو دیکھئے کیا کیا تکلفات ہیں مشتِ غبار میں

ایک مٹھی بھر مٹی نے کیا کیا تکلفات کئے، کتنا دنیا کو سجایا اور کہاں تک پہنچایا۔ تو حق تعالیٰ نے ہم سب کو مٹی سے بنایا اور مٹی کی اصل بیت اللہ ہے۔ اس کا حاصل یہ نکلا کہ سب کی اصل بیت اللہ ہے۔ یہ قاعدہ ہے کل شئی یرجع الی اصلہ۔ ہر چیز اپنی اصل کی طرف دوڑتی ہے۔ اگر شاخیں ہیں تو جڑ کی طرف رجوع کریں گی۔ پانی ہے تو وہ اپنے مرکز کیطرف رجوع کریگا۔ زمین اپنے مرکزِ ثقل کی طرف

رجوع کرے گی۔ ہر چیز اپنے مرکز کیطرف فطری طور پہ رجوع کرتی ہے۔ اسے کہنے کی ضرورت نہیں پیش آتی۔ جیسا بیٹے کو کشش ہے باپ کیطرف۔ آپ بیٹوں کو تلقین نہیں کرتے کہ بھائی باپ کی طرف رجوع کرو، طبعی کشش ہے، آپ کہیں یا نہ کہیں تو اسی طرح خلقۃً تمام انسانوں کو طبعاً رجوع ہے بیت اللہ کیطرف۔ البتہ بعض کے علم میں ہے اور بعض کے علم میں نہیں۔ جب ان کے علم میں آجائے تو ان میں بھی کشش ہو جائے یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کسی شخص کی اولاد ہوئی۔ بچہ پیدا ہوتے ہی باپ بھاگ گیا۔ بچہ جوان ہوا۔ اب اگر کہیں باپ سامنے آئیگا تو طبعی کشش بچے کے اندر تو ہو گی۔ مگر یہ نہیں جائیگا کہ یہ باپ ہے۔ جب تک پہچانا نہ جائے۔ جب پہچان جائے گا کہ یہی ہے وہ باپ جس کی طرف طبعی کشش ہے۔ تو تشخص بھی آجائے گا۔ تو فطرۃً ہر انسان جانتا ہے۔ کہ اسے اپنے اصل کی طرف کشش ہے۔ انبیاء علیہم الصلوات نے آکے تعارف کرا دیا کہ جس اصل کی طرف تمہیں طبعی کشش ہے وہ یہی چیز ہے۔ تو جن کے علم میں نہیں تھا، پیغمبروں کے کہنے سے وہ سمجھ گئے۔ ایمان سے آئے تو کشش بھی ہے۔ اور تشخص بھی ساتھ ہے۔ معرفت بھی ہے۔ پہچان بھی ہے۔ غرض خلقۃً رجوع ہے انسان کا بیت اللہ کیطرف۔ حق تعالیٰ نے ایسی کشش پیدا فرمائی کہ عبادت میں بھی اسی کو مرکز سمجھو۔ اگر عبادت کا مرکز کوئی ایسا ہوتا کہ طبعاً رجوع نہ ہوتا۔ زور زبردستی سے لوگ رجوع کرتے، فطری کشش نہ ہوتی۔ مگر حق تعالیٰ نے ایسی جگہ کو مرکز عبادت بنا دیا کہ جس کی طرف طبعی کشش ہے۔ طبعی کشش بیچ میں رکھ دی تاکہ اس مرکز کی طرف رجوع ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے لیکر آج تک کروڑوں اربوں انسان "من کل فج عمیق" ہر گھاٹی اور وادی سے نکل نکل کر سفر کی سختیاں برداشت کرتے ہیں۔ مشقتیں اٹھاتے ہیں۔ خلاف طبع چیزیں برداشت کرتے ہیں۔ مگر آتے ہیں تو پوری کشش سے آتے ہیں۔ فطری کشش بھی ہے۔ شرعی کشش بھی ہے عقلی کشش بھی ہے۔ کئی کششیں جمع ہوئیں فطری کشش تو یوں ہے کہ اصل ہے انسان کا۔ عقلی کشش یوں ہے۔ کہ فرع اصل کیطرف رجوع کرتی ہے اور یہ معقول بات ہے اور شرعی کشش یہ ہے۔ کہ انبیاء علیہم التسلیمات نے تعارف کردیا کہ یہی ہے وہ بیت اللہ جو تمہاری اصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی نبی ایسے نہیں گذرے جنہوں نے طواف نہ کیا ہو بیت اللہ کا۔ جب سارے انبیاء نے طواف کیا تو لازمی طور پر ان کے اقوام و امم نے بھی طواف کیا۔ کہ یہ ہماری اصل ہے۔ صرف آپ ہی کی اصل نہیں جو مسلمان کہلاتے ہیں۔ بلکہ سارے اولادِ آدم کی اصل ہے اور یہ تحت الثریٰ سے لیکر ساتویں آسمان تک ہے۔ اس کی بنیادیں دس بیس پچاس گز نہیں بلکہ حدیث میں تحت الثریٰ

تک بنیادوں کا ذکر ہے۔ تو بیت اللہ فقط اس حصہ میں نہیں جو چار دیواری آپ کے سامنے ہے۔ بلکہ تحت الثریٰ تک جتنا حصہ چلا گیا ہے وہ سب بیت اللہ ہے اور اسی طرح اوپر کیطرف عرش تک بیت اللہ ہے۔ حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ ہر آسمان میں ایک قبلہ ہے۔ اور وہ قبلہ ٹھیک اسی سیدھ میں ہے جہاں یہ بیت اللہ واقع ہے۔ اور ساتویں آسمان پر بیت المعمور ہے۔ تو ہر آسمان ہی قبلہ ہے۔ جیساکہ ایک تار میں لٹو باندھ دئے جائیں اور پرو دئے جائیں تھوڑے تھوڑے فاصلہ سے تو ہر لٹو محاذی ہے دوسرے لٹو کا۔ تو اسیطرح سیدھ میں واقع ہے قبلہ۔ جیسے حدیث میں فرمایا گیا کہ اگر بیت المعمور سے کوئی پتھر گرایا جائے وہ سیدھا بیت اللہ کے وسط پر واقع ہوگا۔ تو بیت اللہ فقط اس چار دیواری کا نام نہیں ہے۔ بلکہ عرش سے لیکر تحت الثریٰ تک یہ تمام فضا قبلہ ہے۔ یہی وجہ ہے اگر آپ آسمانوں میں پہنچ جائیں اور نماز پڑھیں بیت اللہ کیطرف تو آپ کو ٹکنا نہیں پڑے گا۔ کہ بیت اللہ تو نیچے ہے کہ قبلہ کیطرف جھکیں بلکہ آپ کو سیدھا کھڑے ہوکر نماز پڑھنا ہوگا۔ جیسا زمین پر پڑھتے ہیں۔ اس لئے کہ وہاں بھی سامنے بیت اللہ ہے۔ اور اگر آپ سمندروں کی تہ میں پہنچ جائیں یا زمین کے عمق میں چلے جائیں اور وہاں نماز پڑھیں تو آپ کو الٹے سجدے نہیں کرنا پڑیں گے۔ کہ بیت اللہ تو اوپر ہے۔ بلکہ سیدھے کھڑے ہوکر نماز پڑھیں کیونکہ بیت اللہ آپ کے سامنے ہے۔ بیت اللہ اوپر سے لیکر نیچے تک ایک کیل کی مانند ہے ایک نورانی لاٹ ہے۔ کہ جس کے اردگرد یہ سارے جہاں چکر کاٹ رہے ہیں چکی کی پاٹ کیطرح۔ حق تعالیٰ نے اس کو برکت بناکر ...... تاکہ اس سے وجود دیا جائے اور وجود کے دھارے چاروں طرف برابر پھیلے۔ مرکز سے جو چیز چلتی ہے وہ چار طرف برابر ہوتی ہے۔ اگر آپ پانی کے بیچ میں ڈھیلا ماریں تو دائرے بنتے بنتے کنارے تک پہنچ جائیں گے۔ مگر مرکز سب کا ایک ہی رہے گا۔ برابر برابر دائرے بنتے چلے جائیں گے۔ مرکز میں جو حرکت ہوتی ہے وہ پورے محیط میں ہوتی ہے۔ وجود کو جب حرکت دی گئی کہ پیدا کیا جائے زمین کو تو اس مرکز کو وجود تجلی بخشی۔ یہ بیت اللہ محض کوئی کوٹھہ نہیں ہے۔ کوئی عمارت نہیں ہے۔ بلکہ تجلی گاہ ربانی ہے۔ اس پر حق تعالیٰ کی تجلی جو اقرب الی الذات ہے موجود ہے۔ اس تجلی کو سجدہ کرنا عین ذات کو سجدہ کرنا ہے۔ تجلی کے معنی درحقیقت عکس کے ہیں۔ بیت اللہ آئینہ جمال خداوندی ہے جس میں حق تعالیٰ نے اپنے عکس کو اتارا ہے عکس اور اصل میں عینیت ہوتی ہے۔ جو حرکت ذات کرتی ہے۔ وہی عکس کرتا ہے۔ اگر ذات متحرک رہی ہے تو عکس بھی متحرک رہے گا۔ اگر اصل ٹھہر جائے گی تو عکس بھی ٹھہر جائیگا۔ فرق ہوتا ہے تو ... کا ورنہ حرکت و سکون میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔

ارشادات شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی
قدس اللہ سرہ العزیز

منشاء و ترتیب: سمیع الحق

اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ اور ناپسندیدہ باتیں

الحمد للہ۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔
اما بعد فقد قال اللہ تبارک وتعالیٰ تلک الدار الآخرۃ نجعلہا للذین لا یریدون
علواً فی الارض ولا فساداً والعاقبۃ للمتقین۔

ہر ملک اور محل کے آرام و راحت کی چیزیں الگ الگ ہیں

محترم بھائیو! اور بزرگو! ہر ملک کے اور ہر جگہ کے آرام و راحت کے ذریعے مختلف ہوتے ہیں۔ بعض ملکوں میں کوئی چیز آرام دینے والی ہے، دوسری جگہ یہی چیز تکلیف دینے والی ہے۔ اگر کوئی شخص انگلستان میں یا لندن میں ہو اس کے واسطے گرم کپڑے گرم سامان آرام دینے والا ہوگا۔ لیکن اگر گرم ملکوں میں جیسے عرب ہے، سوڈان ہے، ہندوستان ہے، یہاں بمبئی وغیرہ میں جو اسی طرح گرم کپڑوں کی وجہ سے اس زمانہ میں نہایت ہی سخت تکلیف ہوگی۔ باریک کپڑا ہونا چاہئے اس سے آرام ہوگا۔ اسی طریقہ سے نظام کے متعلق اور دوسرے سامان کے متعلق ہر ملک کی حالت ایک نہیں ہے۔ ایک چیز کسی ملک میں دوسرے ملک میں تکلیف کا باعث ہوتی ہے۔ جس جگہ پہ سخت گرمی پڑ رہی ہے وہاں برف اور ٹھنڈے شربت وغیرہ سے آرام پہنچتا ہے۔ اگر شملہ میں یا نینی تال میں جاؤ دوسری جگہ جاؤ۔ اگر ٹھنڈی چیزیں شربت برف اور ایسی چیزیں پیش کی جائیں تو وہاں پہ تکلیف ہو جائے گی لوگوں کو۔ اور اس سے آرام نہیں ہوگا۔ اسی طرح حال ان دونوں جگہ کا ہے۔

یہی حال دنیا اور آخرت کا ہے | ہمارے سامنے دو جگہ ہیں ایک دنیا اور ایک آخرت۔ دنیا جو یہ عالم ہے جس کے اندر ہم اور آپ موجود ہیں۔ اور آخرت وہ عالم ہے جو کہ ہماری موت کے بعد آنے والا ہے اور اس کی کوئی حد مقرر نہیں۔ قیامت کے دن تک جو عالم ہے اس کو برزخ اور آخرت کہا جاتا ہے۔ اور اس کے بعد کو بھی آخرت ... حشر نشر وغیرہ کا زمانہ --- مگر ہر جگہ کے آرام و راحت اور تکلیف اور اذیت کا سامان علیحدہ علیحدہ ہیں تو دنیا کے اندر اس شخص کو آرام ہے کہ جس کے پاس سونا ہے چاندی بہت ہے۔ روپیہ پیسہ بہت ہے جس کے پاس قوت زیادہ ہے۔ فوجیں زیادہ ہیں۔ مدد کرنے والے بہت ہیں جس کے پاس زمین زیادہ ہے۔ جس کے پاس کھانے پینے کا سامان زیادہ ہے اناج بہت ہے۔ وہ شخص نہایت آرام کے ساتھ ہے۔ جو شخص سب سے زیادہ مکار سب سے زیادہ ظالم ہے۔ سب کو اپنے دباؤ میں رکھتا ہے۔ سب کو ڈراتا ہے وہ نہایت آرام سے رہتا ہے --- مگر کیا آخرت کے عالم کے لئے جو آگے آنے والا ہے اس کا بھی یہی حال ہے؟ --- اللہ تعالیٰ اس بات کو اس آیت شریف میں تمام لوگوں کو بتلاتا ہے فرماتا ہے۔ تلک الدار الآخرۃ نجعلها للذین لا یریدون علوا فی الارض جسے آپ اور ہم آخرت سے تعبیر کرتے ہیں۔

اس عالم کی ہر چیز فانی ہے | آخرت کا معنی ہے دوسرا وہ عالم جو کہ موت کے بعد پیش آنے والا ہے۔ اور سب کو پیش آنے والا ہے۔ کوئی شخص بھی دنیا میں موجود ہو موت سے بچ نہیں سکتا۔ کل نفس ذائقۃ الموت۔ قرآن شریف فرماتا ہے ہر نفس ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے۔ زندہ سے کوئی شخص بچ نہیں سکتا۔ دنیا ہمیشگی کے واسطے بنائی نہیں گئی یہاں کوئی آدمی کوئی جاندار ہمیشہ رہنے والا نہیں ہے۔ یہ دنیا فنا ہونے والی ہے کسی کے لئے فنا دو چار گھنٹوں میں آتا ہے کسی کے لئے مہینوں میں کسی کے لئے فنا سالوں میں آتا ہے کسی کے لئے فنا قرنوں میں آئے گا۔ غرضیکہ سب کے لئے فنا ہے۔

الا کل شیء ما خلا اللہ باطل   وکل نعیم لا محالۃ زائل

اللہ کے سوا جو کچھ بھی ہے وہ سب کا سب فنا ہونے والا ہے۔ یہ دنیا خود ہمیشہ رہنے والی نہیں اور جتنے جاندار ہیں۔ انسان ہو یا غیر انسان ہو سب کو موت آنے والی ہے۔ قرآن نے ایک جگہ نہیں متعدد جگہ متنبہ کیا گیا ہے کہ کل نفس ذائقۃ الموت۔ ہر انسان کے لئے ہر جان کے لئے موت ہے۔ تو اس دنیا کے اندر حالت دوسری ہے۔ آخرت کے اندر حالت دوسری ہے۔

عالم آخرت میں کامیابی کا معیار | اللہ تعالیٰ اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ وہ دوسرا گھر جس کو آخرت کہتے ہیں۔ وہ ہم ان لوگوں کے لئے کریں گے۔ ان لوگوں کو اس گھر میں راحت اور آرام ہوگا۔

تکبر اور فساد کی مذمت | اس میں گھر میں ہمیشگی ان کو نصیب ہوگی جو کہ دنیا کے اندر بڑائی اور اونچائی نہیں چاہتے، ان لوگوں کا یہ مقصد نہیں ہے کہ اپنے آپ کو اونچا ثابت کریں تکبر کرنے والوں کو آخرت میں کوئی جگہ نہیں ہے۔ وہ لوگ دنیا میں تکبر کرتے ہیں بڑائی اپنی پسند کرتے ہیں تاکہ سب کے اوپر ہو جائیں۔

فرماتے ہیں کہ ان کے لئے آخرت میں ہم کوئی جگہ نہیں دیں گے تلک الدار الآخرۃ نجعلہا للذین لا یریدون علواً فی الارض۔ ہم آخرت کی بھلائی آخرت کی بادشاہت آخرت کا آرام آخرت کا کمال ان لوگوں کے لئے ہم کریں گے جو کہ دنیا میں بلندی اور بڑائی چاہنے والے نہیں۔ اور ان لوگوں کے لئے آخرت کی کریں گے جو دنیا میں فساد نہیں کرتے تھے۔ نجعلہا للذین لا یریدون علواً فی الارض ولا فساداً۔

یہ دو چیزیں اللہ تعالیٰ کو نہایت ناپسندیدہ ہیں بہت زیادہ ناراض ہے۔ ایک تکبر، بڑائی اور دوسری چیز فساد کرنا، لوگوں کو لڑانا لوگوں کو مارنا تکلیف دینا ان کی راحت وغیرہ کو فنا کرنا لوگوں کو لڑوانا یہ دو چیزیں فساد اور تکبر اللہ تعالیٰ کو نہایت ناپسند ہیں۔

اللہ کے سوا کسی کو بڑائی کا حق نہیں | اللہ تعالیٰ خود سب سے بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی کو حق ہے کہ وہ تکبر کرے بلندی اور اونچائی اپنی ظاہر کرے۔ اللہ تعالیٰ سب سے بے پرواہ ہے۔ اس کو کسی کی حاجت نہیں اور اس کے سوا جو بھی ہے۔ سب کے سب محتاج ہیں اللہ تعالیٰ کے۔

یاایہاالناس انتم الفقراء الی اللہ واللہ ھوالغنی الحمید۔ فرمایا گیا ہے کہ اے آدمیو! تم سب کے سب اللہ کے محتاج ہو اور اللہ سب سے بے پرواہ ہے سب سے غنی اور نہایت اچھی صفات والا کمال والا ہے۔

تو خدا ہی کو تکبر جچتا ہے۔ اور اللہ کے سوا کسی کو بڑائی کا حق نہیں۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ الکبریاء ردائی فمن نازعنی فی ردائی کببتہ فی النار۔ تکبر اور بڑائی میری چادر ہے جیسے آدمی چادر اوڑھتا اور اس میں تمام بدن کو ڈھکتا ہے۔ خداوند کریم کی صفت، تکبر کی، بڑائی بلندی کی خاص اللہ کے لئے ہے۔ وہ خود بخود موجود ہے۔ اس کا کوئی پیدا کرنے والا نہیں اس نے سب کو پیدا کیا سب کے اندر ہر قسم

کے کمالات جو ہیں اس نے اپنی طرف سے عطا فرمائے ہیں یہ کوئی کمال اپنا نہیں ہے۔ سب کے
سب محتاج ہیں۔ اس واسطے کہا گیا : یا ایہا الناس انتم الفقراء الی اللہ ۔ اللہ تعالیٰ کے تم سب
کے سب محتاج ہو اور وہ سب سے بے پرواہ ہے۔ اب جو شخص اپنی بڑائی دکھلاتا ہے، تکبر
کرتا ہے۔ لوگوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اپنے آپ کو سب سے اونچا سمجھتا ہے تو
وہ خدائی کا دعویدار بنتا ہے۔ خدا کی چادر، خدا کی صفت اپنے لئے کھینچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
کہ جو شخص کبر یا بڑائی کو تکبر کو اپنے لئے ثابت کرے گا وہ مجھ سے جھگڑا کرتا ہے۔ میری
چادر کھینچتا ہے۔ میری چادر اپنے اوپر ڈالتا ہے۔ جو شخص ایسا کرے گا میں اس کو دوزخ میں
اوندھا کر کے سر کے بل ڈالدوں گا۔ الکبریاء ردائی فمن نازعنی فی ردائی کببتہ فی جہنم۔
میرے بھائیو! تکبر اور بڑائی تعلّی نہایت ہی اللہ تعالیٰ کو بغض ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے
نہایت ناخوش ہے۔ اور وہ نہیں چاہتا کہ کسی شخص میں سوائے اپنی ذات کے پایا جائے۔

تکبر کی حقیقت | جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض لوگوں نے پوچھا کہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم آپ نے تکبر کی بڑی برائی بیان فرماتے ہیں۔ ہم لوگ اس سے کیسے بچ سکتے ہیں، ہر شخص یہ
چاہتا ہے کہ میرا لباس اچھا ہو، میرا بدن اچھا ہو، میری چال ڈھال اچھی ہو۔ تو کیا ہم سب کے سب
خدا کے عذاب کے مستحق ہوں گے۔ تو فرمایا نہیں۔ تکبر یہ نہیں ہے کہ تم اپنا رنگ اچھا بناؤ، اپنے
کپڑے کو اچھا بناؤ، اپنے مکان کو اچھا بناؤ، تکبر یہ نہیں ہے۔ تکبر یہ ہے کہ : غمط الناس وبطر الحق۔
"کہ حق بات کو نہ ماننا حق بات سے انکار کرنا اور لوگوں کو ذلیل سمجھنا ذلیل دیکھنا ذلیل کرنا۔"

کوئی آدمی جس کو آپ اپنے سے ذلیل سمجھتے ہیں، اس کی حقارت کرتے ہیں۔ اس کی رسوائی
کرتے ہیں، مارتے ہیں، پیٹتے ہیں، گالی دیتے ہیں اپنے برابر بیٹھنے نہیں دیتے اپنے برابر چلنے
نہیں دیتے۔ آج بھی بعض جگہوں میں زمینداروں کو مالداروں کو عادت ہوتی ہے کہ کوئی غریب
آگیا تو اس کو ایک ہی چارپائی پر بیٹھنے نہیں دیتے وہ کھڑا رہتا ہے ---- تو حق کو نہ ماننا اور لوگوں کو ذلیل
دیکھنا ذلیل کرنا یہ تکبر کی بات ہے۔ اگر تم اچھا پہنتے ہو، اچھا کھاتے ہو، اچھا پیتے ہو تو یہ تکبر نہیں
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : یحشر المتکبرون یوم القیامۃ کامثال الذر۔ جو
لوگ دنیا میں تکبر کرتے ہیں اپنے بڑائی کے زعم میں رہتے ہیں، دوسروں کو حقیر اور ذلیل سمجھتے ہیں، حق
بات کہی جائے وہ مانتے نہیں تو قیامت کے دن وہ سب سے چھوٹی چیونٹی جیسے ذر کہتے ہیں
اپنے ذلیل کر کے اٹھائے جائیں گے۔ چیونٹیاں بہت ہی قسم کی ہوتی ہیں، ذر وہ چیونٹی ہے جو سب

سے بچھوٹی ہے۔

تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن جب لوگ اپنی اپنی قبروں سے نکالے جائیں گے۔ تو جو متکبر لوگ تھے اپنے بڑائی کے زعم میں دوسرے کی حقارت کرتے تھے وہ قبروں سے سب سے چھوٹی چیونٹی کی صورت میں اٹھائے جائیں گے۔ نہایت ذلیل ہوں گے۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک شخص کو جس کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہے جنت اس کے اوپر حرام کردی ہے۔

حرم اللہ الجنۃ علی من کان فی قلبہ مثقال ذرۃ من کبر۔ ذرے برابر جس شخص کے اندر تکبر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جنت اس پر حرام کردی ہے۔

تو اللہ تعالیٰ کے دربار میں بڑائی ناپسند ہے۔ اور تواضع فروتنی اپنے آپ کو نیچا کرنا اپنے آپ کو نیچا سمجھنا یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں نہایت زیادہ پسندیدہ ہے۔

رحمان کے بندوں کی شان | قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے: وعباد الرحمان الذین یمشون علی الارض ھونا واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما۔ رحمان کے بندے خدا کی رحمت کے مستحق ہونے والے بندے وہ ہیں جو زمین پر سر جھکا کر چلتے ہیں۔

متکبر لوگ اپنا سر اونچا کرتے ہیں، چلتے ہیں تو گردن کو اٹھا کر کے موڑ کر کے چلتے ہیں۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کے رحمان کے بندے نہیں ہیں، رحمان کے بندے وہ ہیں جو کہ سر نیچا کر کے چلیں۔ یمشون علی الارض ھونا۔ ھون کہتے ہیں نیچا کرنے سر جھکا کر جانے کو۔

واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاماً۔ اور اگر نادان لوگ ان سے الجھتے ہیں، کوئی گالی دیتا ہے، مارتا ہے۔ تو جواب پتھر کا پتھر سے طمانچے کا طمانچے سے لکڑی کا لکڑی سے نہیں دیتے بلکہ اس نے گالی دی، یہ کہتے ہیں السلام علیکم۔ خدا تم کو سالم رکھے۔

ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کا مظہر بناتا ہے۔ وعباد الرحمان۔ یہ رحمان کے بندے ہیں۔ تو بھائی اللہ تعالیٰ تکبر بڑائی اور اونچائی کو پسند نہیں کرتا۔

تواضع کا نتیجہ | جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: من تواضع للّٰہ رفعہ اللّٰہ اکڑنا اپنی بڑائی ظاہر کرنا انتہائی بے عقلی ہے اور جو دوسروں کے لئے فروتنی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو اونچا کرتا ہے۔

ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ تواضع کے اندر ہماری بے عزتی ہے اپنے آپ کو اونچا رہنا چاہئے

مگر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اور آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے آپ کو نیچا کریگا دنیا کے لالچ کی وجہ سے نہیں فقط اس وجہ سے اپنے آپ کو نیچا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب سے اونچا ہے وہ کسی کا متکبر بننا نہیں چاہتا اس وجہ سے اپنے آپ کو نیچا کرے گا۔ تو جو شخص ایسا کرتا ہے۔ تو دنیا میں تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری بے عزتی ہو جائے گی۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو اونچا کرتا ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنی بڑائی کرتا ہے اللہ نے اپنے اوپر لازم کر دیا ہے کہ اسے ذلیل کردے فرماتے ہیں کہ کسی شخص نے سر اٹھایا تو

حق علی اللہ ان یضعہ (او کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام) اللہ نے اپنے اوپر واجب کر لیا کہ متکبر کو ذلیل کریگا۔ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی تھی بڑی تیز رو سب اونٹوں کو عاجز کر جاتی ایک بدوی آیا اور وہ ایک اونٹ کے بچے پہ سوار تھا اور اس نے آکر کہا کہ آنحضرت کی اونٹنی غالباً عضباء جس کا نام تھا۔ وہ سب سے آگے نکل جاتی ہے تو میں اپنے اونٹ سے اس کی چال دیکھوں گا چنانچہ بدو کا اونٹ مقدم ہوا یا صحابہ کرامؓ کو رنج ہوا اس کا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے رنج کو ظاہر کیا تو آپ فرماتے ہیں کہ دنیا میں جو شخص اپنی بڑائی اپنی اونچائی کو ظاہر کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم کر دیا کہ اس کو ذلیل کرے گا۔

تو بہر حال میرے بھائیو! اللہ تعالیٰ ہی سب سے بڑا ہے۔ سب کا پیدا کرنے والا ہے۔ سب کو کمال دینے والا ہے۔ سب کو ہر قسم کی راحت و آرام دینے والا ہے۔ وہ سب سے بڑا ہے وہ خود متکبر ہے۔ اس کے ناموں میں متکبر بھی ہے وہ اس بات کو گوارا نہیں کہ کوئی آدمی تکبر کرے آدمی ہو یا کوئی مخلوق ہو تو تکبر نہایت زیادہ ناپسندیدہ چیز ہے۔

تکبر کسی وجہ سے بھی ہو مبغوض ہے۔ میرے بھائیو! ہم اس بلا کے اندر بہت زیادہ مبتلا ہیں ہم غریبوں کمزوروں کو بیماروں کو یتیموں کو اور دوسرے لوگوں کو اپنے برابر نہیں بلکہ حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں ذلیل سمجھتے ہیں اپنی بڑائی کا خیال کرتے رہتے ہیں۔ چاہے بڑائی مال کی وجہ سے ہو یا قوت کی وجہ سے کہ نوجوانی کا زمانہ ہے تم قوی ہو یا نسب کی وجہ سے ہو کہ تم بڑی نسل کے ہو تمہارے باپ دادا بڑے لوگ تھے یا علم کی وجہ سے ہو کہ کچھ پڑھنا لکھنا جانتے ہو یا کسی تجارت کی وجہ سے بڑائی ہو کسی بھی وجہ سے اپنے آپ کو بڑا سمجھنا اور دوسرے کو ذلیل سمجھنا اس چیز کو اللہ تعالیٰ نہیں پسند کرتا اور نہایت ذلت کا معاملہ اس سے کرنے کا اعلان کرتا ہے۔

تلک الدار الآخرۃ نجعلہا للذین لا یریدون علوا فی الارض۔ یہ آخرت کی بھلائیاں راحتیں ان لوگوں کو پہنچائیں گے۔ جو زمین میں اپنی برتری اور اونچائی کا ارادہ بھی نہیں کرتے، ارادہ کرنے سے بھی منع کیا یہ نہیں کہ اونچائی کر بیٹھے بلکہ اگر ارادہ بھی کرتا ہے کہ میں بڑا ہوں بلندی کا اونچائی کی کوشش کرتا ہے۔ تو وہ تو ہے ہی اللہ کی نظر میں مبغوض آخرت کی تمام بھلائیاں ان لوگوں کے لئے ہیں جو اپنے آپ کو نیچا دکھائیں۔ سب کے ساتھ تواضع فروتنی سے پیش آئے اور خدا کو راضی کرنے کی کوشش کریں تو اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔ اور بڑائی اپنی صفت سمجھتا ہے۔ اور حقیقۃً اس کی صفت ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ کوئی شخص اپنی بڑائی کے اندر اس کا شریک بنے یا دعویٰ بڑائی کا کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اعلان کیا۔ خبردار کوئی شخص اس دنیا کے اندر تعلّی تکبّر لوگوں کو ذلیل کرنا اپنے آپ کو اونچا دکھانا عمل میں نہ لائے اگر کوئی کرے گا تو ہم آخرت میں اس کو نہایت ذلیل کریں گے اور طرح طرح کی تکالیف میں مبتلا کریں گے۔

لوگوں میں فساد پھیلانا | اسی طرح سے دوسری چیز جو اللہ تعالیٰ کو نہایت مبغوض ہے وہ یہ کہ لوگوں میں فساد کرانا ہے۔ لوگوں میں لڑائی کروانا مال کو عزت کو راحت کو اٹھانا۔ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ ان کو چین ہی جب آتا ہے کہ جب لوگوں میں فساد کرا دیا۔ لڑوا دیا۔ گالی گلوچ کرایا کسی کا نقصان کیا۔

والدین کے حقوق | جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے گناہوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ بڑا گناہ کفر کرنا ہے۔ خدا کا کسی کو شریک بنانا ہے۔ اور حقوق والدین۔ والدین کی نافرمانی بھی گناہ ہے۔ کبائر میں سے ہے والدین کا اللہ تعالیٰ نے بڑا حق ذکر کیا ہے۔ اپنے حق کے بعد اپنے رسول کے حق ذکر کرنے کے بعد ماں باپ کا حق ذکر فرماتا ہے۔ اور بہت تاکید کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ نہیں کئی جگہ میں قرآن میں واضح فرمایا ہے۔ ماں باپ کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنا اور ان کی ہر قسم کی رضا جوئی کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

اما یبلغن عندک الکبر احدھما او کلاھما فلا تقل لھما اف ولا تنہرھما وقل لھما قولا کریما۔

جب تک ماں باپ جوان ہوں قوی ہے اگر کوئی بچہ نافرمانی کرے گا، وہ اس کو ذلیل کرے گا۔ گالی دے گا۔ لیکن جب ماں باپ بڑے ہو جائیں تب ایسا ہوتا ہے۔ اور اولاد نافرمانی کرتی ہے بات بات پر ٹوکتے ہیں ان کو ستاتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص

نہایت زیادہ بدنصیب ہیں ایک وہ شخص جس نے اپنے ماں باپ کو یا دونوں میں سے ایک کو پایا اور
ان کی دعاؤں کو نہ پایا ان کی فرمانبرداری اسے جنت نہ لے جا سکی وہ نہایت زیادہ بدنصیب ہے۔
ماں باپ کی خدمت کرنا ان کی تابعداری کرنا خداوند کریم کی رضا اور خوشنودی کا باعث ہے۔

رمضان کی ناقدری کرنے والا بدنصیب ہے | دوسرا شخص وہ جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور پھر
جنت میں داخل نہ ہوا۔ رمضان کا مہینہ نہایت برکت کا مہینہ ہے۔ اس مہینہ میں اللہ تعالیٰ کی رحمت
نہایت زیادہ اترتی ہے۔ ہر رات میں اللہ تعالیٰ بے شمار لوگوں کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے۔ اور
آخری رات میں جو عید کی رات ہے اتنے آدمیوں کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے جتنے تمام رمضان
میں آزاد کئے گئے رمضان کے دن میں روزے رکھنا رات کو جاگنا قرآن کا پڑھنا تراویح کا پڑھنا خدا کی
عبادت کرنا یہ باعث ہے جنت کے حاصل کرنے کا تو جو لوگ رمضان میں عبادت کرتے ہیں
اللہ کے حکم پہ چلتے ہیں روزہ رکھتے ہیں۔ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں۔ راتوں کو تہجد اور تراویح ادا
کرتے ہیں وہ اللہ کی رحمت کے مستحق ہیں۔

رمضان میں اللہ کی رحمتیں | جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب رمضان کا مہینہ
آتا ہے تو اللہ تعالیٰ حکم کرتا ہے کہ جنت کے دروازے کو کھول دو اور دوزخ کے دروازے کو
بند کر دو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آتی ہے۔ اعلان کیا جاتا ہے۔

یا باغی الخیر اقبل ویا باغی الشر اقصر۔ اے خیر چاہنے والے آگے بڑھ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت
حاصل کر اور برائی کرنے والے کو حکم ہوتا ہے کہ تم رک جاؤ۔

وللہ عتقاء من النار ...... من رمضان۔ بہت سے خدا کے بندے ہر رات کو
رمضان میں دوزخ سے آزاد کئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا دروازہ رمضان کے اندر بڑی

دنیا میں اس کی مثال | وسعت کے ساتھ کھول دیا جاتا ہے۔ اور آپ نے دیکھا ہوگا یا آپ کو یاد
ہے کہ امیروں کے ہاں بچہ پیدا ہوتا ہے تو خوشی کا دن آتا ہے۔ بچہ کی شادی ہوتی ہے۔ یا تعلیم کی ابتداء
ہوتی ہے۔ تو وہ اپنے خزانے کھول دیتا ہے۔ اور تقسیم کیا جاتا ہے۔ غریبوں کو بیواؤں کو یتیموں کو
سب کچھ دیا جاتا ہے۔ دنیا کے بادشاہوں نوابوں کے ہاں راجاؤں کے ہاں خوشی کے دن اس طرح
خزانے کھولے جاتے ہیں تو اللہ کے ہاں رمضان کے ایام میں خصوصاً اخیر عشرہ میں شب قدر دیا ہے
اور ایسا خزانہ کھل جاتا ہے جس کی حد و نہایت نہیں۔ بندے کے اوپر اس کی رحمت و شفقت
اترتی ہے مگر وہی شخص اس کا مستحق ہوگا جو دربار میں اللہ تعالیٰ کے حاضر ہوتا ہے۔ اگر دنیا کے

اندر نوابوں بادشاہوں کے خزانے تقسیم ہونے لگیں تو جو مانگنے کے واسطے لینے کے واسطے جائے گا اس کو ملے گا، مگر جو گھر میں بیٹھا ہو تو اس کی پرواہ نہیں کرتے۔ بادشاہ کے دروازے پر جو حاضر نہیں ہوتا۔ اس کو کچھ بھی نہیں ملتا۔

اللہ کے در پر حاضر نہ ہونے والا محروم ہے یہی حال اس شخص کا ہے جو خدا کی عبادت کے اندر کوتاہی کرتا ہے۔ رمضان کا مہینہ ہے۔ پان کھاتے ہوئے پانی پیتے ہوئے ہوٹلوں کے اندر جاکر روزہ کھاتے ہیں۔ خدا کے حکم کی نافرمانی کرتے ہیں۔ ان لوگوں کو رحمت کا استحقاق نہیں اس واسطے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص رمضان کا مہینہ پائے اور پھر جنت میں داخل نہ ہو وہ شخص انتہائی درجے کا بدنصیب ہے۔

رسول کریمؐ پر درود کی اہمیت دوسرا وہ شخص کہ جس کے سامنے جناب آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا گیا اسم گرامی آپ کا ذکر کیا گیا مگر اس نے مجھ پر درود نہ بھیجا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب میرا نام سنو مجھ پر درود بھیجا کرو۔ یہ آپ کا حکم نہیں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم سناتے ہیں۔ البخیل من ذکرت عندہ فلم یصل علی۔ وہ شخص جس کے سامنے میرا نام لیا جائے اور اس نے مجھ پر درود نہ بھیجا وہ نہایت درجہ کا بخیل ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور حضرت جبرئیل کے ذریعہ سے یہ حکم نازل کیا گیا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ جس شخص نے تم پر ایک دفعہ درود بھیجا میں دس رحمتیں اس پر اتاروں گا۔ تو اگر کسی شخص کے سامنے آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام ذکر کیا گیا اور اس نے درود نہ پڑھا تو فرماتے ہیں کہ وہ انتہائی درجے کا بدنصیب ہے۔

اسلام میں احترام والدین کی تاکید تو بھائیو! تذکرہ تو اس کا ہو رہا ہے کہ والدین کی اطاعت و فرمانبرداری کرنا ہے۔ یہ چیز ہمارے زمانے میں بہت کم ہوگئی۔ ہمارے نوجوانوں میں مردوں میں عورتوں میں یہ وبا زیادہ عام ہوتی جارہی ہے۔ کہ ماں باپ کا حکم نہیں مانتے ان کی خدمت نہیں کرتے ان کی اطاعت نہیں کرتے ان کو خوش نہیں کرتے برا بھلا سناتے ہیں اور مقابلہ کرتے ہیں جواب دیتے ہیں، طرح طرح کی ذلتیں پہنچاتے ہیں تو جناب باری سبحانہ وتعالیٰ بڑی سختی سے تاکید کرتا ہے کہ: اما یبلغن عندک الکبر احدھما او کلاھما فلا تقل لھما اف۔ اگر دونوں ماں باپ یا ایک ان میں سے بوڑھے ہو جائیں تمہیں نافرمانی سے نکالنے کی طاقت نہیں رکھتے تو ایسی صورت

میں کبھی اف کا کلمہ بھی ان کے سامنے مت کہو۔
اف کا کلمہ عربی کلمہ ہے۔ جب آدمی کسی چیز سے گھبرا جاتا ہے۔ اکتا جاتا ہے۔ تو کہتا ہے اف۔ تو ماں باپ کے حکم کا جواب دینا بھی ان کی تحقیر کرنا تو درکنار اگر وہ کسی بات کو کہیں تو اپنے شانوں کو کبھی اونچا مت کرو۔ اپنے گھبرانے کو بھی مت ظاہر کرو۔ ولا تقل لھما اف ولا تنھرھما۔ کبھی ماں باپ کو ٹوکنا مت ان کی بات کا سختی سے جواب نہ دینا۔ وقل لھما قولاً کریما۔ ان کے ساتھ نہایت عزت اور شرافت کے ساتھ نرمی کیا کرو۔
تو بھائی یہ بہت بڑا کبیرہ ہے بہت بڑا گناہ ہے۔ میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ اس لئے کہ جس مقصد کیطرف آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اس سے دور چلا جاؤں گا۔ درمیان میں اس کا تذکرہ آیا۔ میں نے یہ تین چیزیں آپ کے سامنے عرض کیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تین شخصوں سے زیادہ بدنصیب کوئی نہیں ہے۔ ایک وہ شخص جس نے اپنے دونوں ماں باپ کو یا ایک کو زندہ پایا اور ان کی خدمت گذاری ان کی دعاؤں ان کی شفقتوں کی وجہ سے یہ جنت میں نہ گیا کہ ماں باپ کی دعا اولاد کے واسطے آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ کہ اس طرح نفع دیتی ہے۔ ہر قسم کی مصیبتوں کے دور کرنے کے واسطے ہر قسم کی ترقی کے واسطے جیسے درختوں کو سوکھے پودوں کے لئے پانی باعث زندگی ہوتا ہے۔ اس طرح ماں باپ کی دعائیں اولاد کے واسطے بہت زیادہ مفید ہیں۔
اولاد اپنے ناز اور غرور میں ماں باپ کو پوچھتی نہیں اور نافرمانی کرتی ہے۔ آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے بہت منع کرتے ہیں۔ ایک جگہ نہیں بہت جگہ زیادہ تاکید کرتے ہیں کہ جس قدر ممکن ان کی خدمت کرو ان کو خوش رکھو۔

والدین اور اولاد کی خدمت میں زمین و آسمان کا فرق

ایک شخص نے آکر آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ میرا باپ نہایت بوڑھا اور کمزور ہے۔ میں اس کا کھانا پینا، پاخانہ کرانا، غرض ہر قسم کی خدمت انجام دے رہا ہوں۔ کیا میں ماں باپ کے حق سے سبکدوش ہوسکوں گا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کا میرے اوپر حق ہے۔ میں جب ان کی خدمت کر رہا ہوں تو میں سبکدوش ہوسکوں گا۔ تو آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا نہیں وہ تیری خدمت تیرے بچپن کے زمانے میں اٹھنا بیٹھنا کھانا پینا ہر قسم کا کرتے تھے اور کرتے ہوئے ہر ایک کو دعا کرتے تھے کہ اے اللہ میرے بچے کو سلامت رکھ میرے بچے کی عمر زیادہ ہو اس کی عمر کو بڑھا اور تو خدمت

کرتا ہے ۔ماں باپ کو کھلاتا ہے ، پلاتا ہے ۔ اٹھاتا ہے بٹھاتا ہے ۔ مگر تیری نیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا خاتمہ جلدی سے کر دے ۔ اللہ تعالیٰ خیریت اور سلامتی کے ساتھ میرے ماں باپ کو اٹھا دے تو تیری خدمت میں اور ماں باپ کی خدمت میں زمین و آسمان کا فرق ہے ۔ تو ان کی موت چاہتا ہے ۔ وہ تیری حیات چاہتے ہیں ——— تو میرے بھائیو ! جس قدر بھی ماں باپ کی قدر کر سکو (تو کمی مت کرو) ان کی خوشنودی میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہے ۔

آقائے نامدار کا حق اور اس نعمت کا شکریہ | تیسری چیز میں نے عرض کیا تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ہے ۔ آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے برابر اللہ تعالیٰ کے بعد کسی کا احسان اتنا نہیں ہے جتنا کہ آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا احسان ہم تمام مسلمانوں پر ہے ۔ اگر وقت ہوتا تو میں اس کی تفصیل عرض کرتا مگر بہر حال آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام خداوند کریم کی سب سے بڑی نعمت ہیں ہر امت کو اس کا نبی اللہ کی رحمت دیا گیا ہے ۔ مگر ہمارے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اتنی بڑی نعمت کہ ہم اس کا شکریہ ادا کرتے کرتے سالہا سال اس میں خرچ کریں نہیں ادا کر سکتے ۔

شفاعت کبریٰ | میں ایک بات آپ کے سامنے عرض کرتا ہوں آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احسان کی اور چیزیں تو وقت وقت پہ بتائی جاتی ہیں ۔ آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ہر ایک پیغمبر کو ایک دعا کا اختیار اللہ تعالیٰ نے دیا ہے ۔ کہ جس کے اندر اُسے استعمال کرنے کا اختیار ہے ۔ (قیامت کے دن ہر نبی کے پاس لوگ جا کر التجاء کریں گے ۔ کہ اللہ تعالیٰ سے درخواست کریں کہ حساب شروع فرمایا جائے مگر ہر نبی معذرت کریں گے ۔ (افتخر سمیع الحق) اور کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ آج اتنا غصے میں ہے ۔ کہ کبھی اتنا غصہ نہیں ہوا ۔ آج ہماری ہمت نہیں پڑتی کہ ہم اللہ تعالیٰ سے سفارش کریں ۔ حضرت آدم حضرت نوح حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام سب کے سب کنی کاٹ دیں گے اور کہیں گے کہ ہم نہیں کر سکتے ——— آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے ۔ آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام فوراً کھڑے ہو جائیں گے اور فرمادیں گے ۔ انا لها ۔ انا لها ۔ اور سفارش کریں گے ۔ اور اللہ تعالیٰ شفاعت کبریٰ قبول فرمادیں گے ۔

نبی کریم اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت | تو میں یہ بات عرض کر رہا تھا ۔ کہ ہمارے آقائے نامدار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایسی عظیم الشان نعمت خداوندی ہیں کہ کوئی نعمت اس نعمت کے برابر نہیں تو ہمارا فرض ہے کہ وہ پیغمبر جس کے ذریعہ ہم کو اسلام ملا ہم کو ایمان ہم کو دنیا و آخرت کی بھلائی

نصیب ہوئی اس کا جب بھی نام سنیں تو تعظیم کے ساتھ ان کے لئے درود پڑھیں، ان کے لئے دعا کریں صلی اللہ علیہ وسلم وہ شخص نہایت بدبخت ہے کہ آپ کا نام سنا اور درود شریف نہ پڑھا اس طرح رمضان کے مہینے کا حال ہے۔

افساد ذات البین | تو بھائی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبیرہ گناہوں کا ذکر کرتے ہوئے حقوق والدین وغیرہ کا ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ وافساد ذات البین۔ دو آدمیوں کے درمیان فساد کرا دینا یہ نہایت بڑا گناہ ہے۔ فرمایا: افساد ذات البین ھو الحالقۃ لا اقول انھا تحلق الشعر بل انھا تحلق الدین۔ (او کما قال علیہ السلام) فرماتے ہیں کہ لوگوں کے درمیان جھگڑا کرانا یہ مونڈ دیتا ہے سر کو نہیں بلکہ دین کو مونڈ دیتا ہے۔ دین سے بے دین کر دیتا ہے۔

لوگوں کے درمیان میں، بعضے لوگوں کو اس میں چین پڑتا ہے۔ کہ دو آدمیوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو بے چین ہو جاتے ہیں کہ لڑائی کرا دیں ادھر گئے ادھر گئے جھوٹی سچی باتیں لگاتے ہیں۔ اور اس وجہ سے دونوں میں لڑائی کرا دیتے ہیں۔ اس واسطے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو چغلخوری کرتا ہے وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

لا یدخل الجنۃ نمام و فی روایۃ اخری قتات ۔۔۔ آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

مصلحت آمیز جھوٹ | لیس الکذاب الذی یصلح بین الناس۔ جو شخص دو آدمیوں میں لڑائی ہو اور جا کر کے جھوٹ سے ان کے درمیان صلح کرا دے، جھوٹ بول کر کے ہر ایک کے پاس جا کر کہا کہ دیکھو وہ تمہاری تعریف کرتا تھا اور پشیمانی ظاہر کرتا تھا کہ مجھ سے غلطی ہوگئی ادھر اس سے بھی کہا اور دوسرے سے بھی کہا، جو غصہ جو صدمہ تھا وہ نکل گیا ایسے جھوٹ بولنے کی وجہ سے صلح ہوگئی۔ آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں تو یہ شخص اللہ کے ہاں جھوٹا نہیں ہے ۔۔۔ لیس الکذاب الذی یصلح بین الناس۔

پتھر کے جواب میں پھول | تو میرے بھائیو! اللہ تعالیٰ اور جناب رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ چیز پسند ہے کہ لوگ مل جل کر رہیں، لڑائی جھگڑا نہ کریں۔ لڑائی جھگڑا نہایت مبغوض ہے اللہ اور رسول کے نزدیک ہے اور محبت اور پریم سے رہنا اور میل جول سے رہنا ایک دوسرے کے تعدی کو معاف کرنا۔ (یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں۔ مرتب) کسی نے گالی دی اس کو معاف کرو۔ اذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاماً۔ جاہل آدمی کچھ برا بھلا کہے تو سلام کر کے چلے جاؤ۔

----- آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہی عادت تھی۔ اور قرآن میں کہا کہ : ولا تستوی الحسنۃ ولا السیئۃ ادفع بالتی ھی احسن فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم۔ برائی کا بدلہ برائی سے مت دو بھلائی سے دو۔ کسی نے برا کہا اس نے مجھے گالی دی تو میں بھی گالی دوں اس نے مجھے ایک گالی دی تو میں دس گالی دوں۔ ایک چپت مارے تو میں دس چپت ماروں وہ ایک دفعہ مارے میں اس کو قتل کر دوں تم یہ سمجھتے ہو۔ مگر یہ بالکل غلط ہے۔ قرآن فرماتا ہے کہ بھلائی اور برائی دونوں برابر نہیں ہیں۔ ادفع بالتی ھی احسن۔ لوگوں نے تمہارے ساتھ برائی کی ہے۔ اس کا جواب بھلائی سے دو۔ اگر تم بھلائی سے جواب دو گے وہ پتھر مارے گا تم پھول برساؤ گے وہ گالی دے گا تم تعریف کرو گے وہ تم کو نقصان پہنچائے گا تم اس برائی کا بدلہ بھلائی سے دو۔ تو دشمن تمہارا سچا دوست ہو جائے گا۔

دشمنوں کی شان کرپمانہ اور شفقت علی الخلق | آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہی عادت تھی آپ نے کبھی برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیا۔ سب سے زیادہ آپ کو تکلیف دی گئی اور آپ فرماتے ہیں : اللھم اغفر لقومی فانھم لا یعلمون۔ اے اللہ میری قوم کو معاف کر دے وہ مجھ کو جانتے نہیں۔ ایک مرتبہ صحابہؓ نے آکر شکایت کی کہ ہمارے دشمن کافروں نے اس اس طرح ہم کو ستایا ہے۔ بددعا کیجئے کہ وہ ہلاک ہو جائیں۔ تو آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میں بددعا کیلئے نہیں بھیجا گیا ہوں۔ آپ نے دعا کی ان لوگوں کو ----- قوموں کے قوم قبیلوں کے قبیلے آپ کی دعا کی برکت سے مسلمان ہوئے ہیں تو بھائی میں بہت دور چلا گیا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ دو چیزیں اللہ تعالیٰ کے ہاں نہایت ناپسندیدہ ہیں، ایک تکبر اور ایک فساد۔

فرمایا : تلک الدار الآخرۃ ۔ الآیۃ۔ وہ آخرت کی عالم ان لوگوں کے لئے کرتے ہیں جو نہ تکبر اور تعلی چاہتے ہیں نہ لوگوں کے اندر فساد کرانا چاہتے ہیں جو ایسا نہیں کرتے اور خدا سے ڈرتے رہتے ہیں۔ خدا کے غضب سے بچنا چاہتے ہیں۔ خدا کی پکڑ سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کے لئے آخرت کی بھلائیاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے لامتناہی احسانات | میرے بھائیو! ان بری خصلتوں کو چھوڑو اور اللہ کا ذکر کرو اور اللہ تعالیٰ کو یاد کرو۔ سب سے بڑا احسان اللہ تعالیٰ کا ہمارے اوپر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم کو انسان بنایا وہ چاہتا تو گدھا، کتا، بلی، چوہا، بنا دیتا۔ مگر اس نے ہمارے اور تمہارے اوپر فضل کیا ہم کو انسان بنایا جو کہ اشرف المخلوقات ہے۔ تمام مخلوقات میں سب سے بلند رہنے والی مخلوق

انسان ہے یہ خدا کا کتنا بہت بڑا احسان ہے۔ اور پھر ایسا انسان بنایا کہ ماں کے پیٹ میں اس نے آنکھیں دیں، کان دیا، زبان دی، ہاتھ دیا، پیر دیا، دل دیا، دماغ دیا، سر سے پیر تک جتنے جوڑ بند ہیں۔ اس نے وہ سب ماں کے پیٹ میں دیئے۔ ہم نے مانگا بھی نہیں تھا نہ ہم میں مانگنے کی طاقت تھی خدا نے اپنے فضل و کرم سے ہم کو پیدا کیا وہ چاہتا تو اندھا پیدا کرتا، لولا پیدا کرتا، لنگڑا پیدا کرتا، گونگا بہرا پیدا کرتا، دیوانہ پیدا کرتا۔ مگر اس نے ہم کو سب چیزیں دیں کتنا بڑا احسان ہے، ذرا سوچو تو ایک ذرا سا فرق آنکھوں میں پڑ جاتا ہے۔ ہاتھ میں پڑ جاتا ہے۔ تو کیسی زندگی دوبھر ہو جاتی ہے۔ انسان کو تو چاہیئے کہ دن اور رات اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری میں کرے اور ہر نعمت اتنی ہے کہ کروڑوں روپیہ جب خرچ کیا جائے تو نہیں حاصل ہو سکتی جیسی آنکھ اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔ تمام دنیا کے ڈاکٹروں، حکیموں، فلسفیوں کو جمع کر لو نہ ویسی آنکھ کوئی بنا سکتا ہے نہ کان بنا سکتا ہے۔ نہ زبان نہ ہاتھ نہ پیر دے سکتا ہے۔ تم ڈاکٹر صاحب حکیم صاحب سے ذرا سے علاج کے بدلہ میں دن رات اس کا راگ گاتے ہو ان کی تعظیم کرتے ہو۔ اور خدا نے کتنی نعمتیں دیں سر سے پیر تک دیکھ لو اور کس وقت دیں، ماں کے پیٹ میں، ماں کی گود میں دی ہیں۔ لڑکپن میں دی ہیں، جوانی میں دی ہیں۔ آج بڑھاپے میں دے رہا ہے، ذرا غور کرو۔ کس قدر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہمارے اوپر برس رہی ہیں۔ اور دیکھو کہ ہم کتنے بڑے نمک حرام ہیں۔ وہ اگر ہاتھ نہ دیتا تو ہم کیا کھانا کھا سکتے اگر زبان نہ دیتا تو کچھ بول سکتے اگر تمہارے معدہ میں صحت نہ دیتا تو کیا تم کچھ کھانا ہضم کر سکتے۔ ہر وقت میں ہر انسان پر اللہ کی نعمتیں بیشمار برس رہی ہیں۔

وان تعدوا نعمۃ اللہ لاتحصوھا۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتیں گننے بیٹھو تو نہیں گن سکتے کس قدر نمک حرامی کی بات ہے۔ کہ ہم دن رات کے چوبیس گھنٹے کے اندر کبھی اللہ تعالیٰ کو بھول کر کے یاد نہیں کرتے۔ عبادت کرنا تو درکنار زبان سے کہے کہ اے اللہ تیرا شکر ہے۔ اس کی آنکھیں دی ہوئی ہیں۔ زبان موجود ہے۔ نہ فالج ہے نہ لقوہ ہے، زبان صحیح و سالم ہے۔ مگر ان کی زبان سے نہیں نکلتا کہ الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور۔ اللہ تیرا شکر ہے کہ تم نے موت کے بعد مجھے زندہ کر دیا، سونا اور مرنا دونوں برابر ہیں۔ تم سو رہے تھے تو تم کو کچھ خبر نہیں تھی، تمہارے پاس سانپ آتا ہے، بچھو آتا ہے۔ شیر آتا ہے۔ تم نہیں جانتے جبکہ سوئے رہتے ہو تو مردہ کی طرح تھے، خداوند کریم اس کے بعد تم کو اٹھاتا ہے تو تم کو شکر ادا کرنا چاہیئے۔

ڈاڑھی منڈانا اتباع سنّت کے خلاف ہے۔ | مگر ہماری بے وقوفی کہ بجائے شکر کے بساا وقات اللہ تعالیٰ کا کفران کرتے ہیں۔ اٹھتے ہی جاکر کے ڈاڑھی منڈاتے ہیں۔ استرا لگاکر کے ڈاڑھی منڈانا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے خلاف ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو فرماتے ہیں: خالفوا المشرکین واعفوا اللحی وقصوا الشوارب۔ اے مسلمانوں مشرکین کی صورت مت بناؤ۔ ڈاڑھیاں بڑھاؤ مونچھوں کو کٹاؤ۔ اور فرماتے ہیں کہ تمام انبیاء علیہم السلام کا طریقہ یہی ہے۔ مگر تم صبح ہی صبح ڈاڑھی منڈاتے ہو۔ نماز کا فکر نہیں روزے کا فکر نہیں۔ کبھی کسی سکھ کو ڈاڑھی منڈاتے نہیں دیکھا ہوگا۔ کافر ہے مگر اپنے گروہ کا اتنا تابعدار ہے۔ اور ہم مسلمان ہیں جناب رسول اللہ علیہ السلام کی صورت سے اور آپ کی سیرت سے نفرت کرتے ہیں۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ ہم ہر بات میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم چلتے۔

نجات فقط حضورؐ کی اتباع میں ہے | نجات فقط اس میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرو۔ قرآن کہتا ہے: قل ان کنتم تحبّون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم کو اللہ کی محبت ہے۔ تو جس نے تمہیں پیدا کیا، پالا ہے تم کو رزق دیا ہے۔ اگر اس سے محبت ہے تو فقط ایک ہی طریقہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے چلو قدم بقدم چلو جس طرح سے وہ کہیں دلیا کرو ویسے صورت اور سیرت بناؤ۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نہایت محبوب بندے ہیں اپنے معشوق کی اپنے محبوب کی صورت بھی محبوب ہوتی ہے۔ تم اگر اس کی صورت بناؤ گے اس کی سیرت بناؤ گے تو یحببکم اللّٰہ۔ خدا تمہارا عاشق ہو جائے گا۔ بھائی کوشش کرو۔ غفلت کو چھوڑو۔ جناب رسول اللہ کے قدم بقدم چلو ان کے حکم پر چلو۔

ذکر اللہ پر مداومت | اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہ ہو۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ کے ذکر کی وجہ سے انسان کے تمام گناہ معاف ہوتے ہیں خدا کے ذکر سے غافل نہ ہونا کہ ہمارا خاتم اللہ کا ذکر کرتے ہوئے ہو۔ ومن کان آخر کلامہ لا الٰہ الا اللّٰہ دخل الجنۃ۔ اللہ کا ذکر کرتے ہوئے، اللہ کا نام لیتے ہوئے ہماری دنیا سے رخصتی ہو اور جو ایسا کرے گا وہ جنت میں ضرور ضرور داخل ہوگا۔ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ما من شیئ انجیٰ من عذاب اللّٰہ الا ذکر اللّٰہ (یا) مثل ذکر اللّٰہ۔ فرماتے ہیں کوئی چیز اللہ کے عذاب سے ایسی نجات دینے والی نہیں ہے جسطرح کہ اللہ کا ذکر نجات دینے والا ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

اس کے بعد کسی نے اعلان کیا کہ حضرت کے ہاتھ میں درد ہے اس لئے مصافحہ کے دوران گڑبڑ نہ کریں۔ بلکہ آہستگی اور ترتیب سے مصافحہ ہو۔ دوسرا یہ کہ کل صبح سات بجکر ۴۰ منٹ پر حضرت قبلہ کی واپسی ہے اس لئے اسٹیشن پر ملاقات کی کوشش کریں۔ تو حضرت قدس اللہ سرہ العزیز نے فرمایا:

مصافحہ کی ایک غلط رسم کی اصلاح | مصافحہ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت قرار دیا ہے مسلمانوں کو حکم دیا۔ ملاقات کے وقت جب ایک دوسرے سے کسی مدت کے بعد ملاقات کرے تو اسی وقت مصافحہ کرے۔ ہمارے ہاں غلط طریقہ یہ رائج ہوا کہ جب وعظ ہو تو وعظ ہونے کے بعد واعظ سے مصافحہ بھی ضروری ہے۔ تو واعظ کے ساتھ مصافحہ کرنا اور اسے ضروری سمجھنا یہ سنت نہیں ہے۔ بہت سے ایسے لوگ ہیں ساتھ رہتے ہیں مصافحہ کرتے ہیں یہ غلطی ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی وعظ کے بعد کسی نماز کے بعد کسی خطبے کے بعد مصافحہ کو مسنون نہیں قرار دیا ہے۔ اور مصافحہ کرنا کس قدر مشکل چیز ہے۔ تکالیف کا باعث ہے۔ ہاں ایک شخص دور سے آیا ہے تو اور بات ہے اس واسطے مصافحہ کی جدوجہد کرنا غیر مناسب ہے

غائبانہ دعا کی مقبولیت | اب آپ حضرات کو یہ کہا گیا کہ میں کل کو یہاں سے روانہ ہوں گا تو لوگ پہنچیں یہ بھی غلط چیز ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ تمام بھائی میرے واسطے دعا کریں میں آپ کے واسطے دعا کروں اور دور کی دعا نزدیک سے زیادہ مقبول ہے کسی کے سامنے اس کے واسطے دعا کرنا اس قدر تکلیف کا باعث نہیں کہ آپ کا بھائی آپ کے سامنے نہیں ہے اور آپ دعا کریں کہ اللہ میرے اس مسلمان بھائی کو عطا فرما یا اس کے مقاصد کو پورا کر دے اس کی فلاں حاجت کو پورا کر دے تو جناب رسول اللہ فرماتے ہیں کہ یہ دعا اللہ کے ہاں بہت مقبول ہوتی ہے۔

بہرحال میرے بھائیو کوئی صاحب اس کا قصد نہ فرمادے اسٹیشن پر تشریف لانے کی۔ میں آپ بھائیوں کا ایک معمولی درجے کا خادم ہوں، بحیثیت خدمت میں نے دو چار کلمات آپ کے سامنے عرض کئے۔

ذکر اللہ کی مزید تاکید | آخری چیز یہ عرض کی کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہ بنو اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے جس قدر ممکن ہو اللہ کا ذکر کرو۔ اللہ کا ذکر تمام تکالیف کو۔ دنیا اور آخرت کی تکالیف کو دور کرنے والا ہے۔ میرے بھائیو! کوشش کرو جس قدر ممکن ہو، ہماری زبان عادی ہو جائے

اللہ کا ذکر کرنے کی۔ ہر وقت اللہ کا نام ہماری زبان سے نکلتا رہے۔ مرنا اور اس دنیا سے جانا ہے۔

دعائے اختتام | اب دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ اپنا رحم کرے یا ارحم الراحمین یا ارحم الراحمین یا ارحم الراحمین اپنے فضل وکرم سے ہم تمام حاضرین کی دین اور دنیا کی مصیبتوں کو دور کردے، اے پروردگار اپنے فضل وکرم سے ہم تمام حاضرین کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا تابعدار بنا دے اے پروردگار اپنے فضل وکرم سے ہم تمام حاضرین کو دنیا اور آخرت کی تکالیف سے اور مصیبتوں سے بچا۔ ہمارے ملک میں امن و امان کو پھیلا دے۔ بیماروں کو دور کردے غریبوں کی غربت کو دور کردے۔ اے پروردگار ہم تمام حاضرین کی مرادوں کو پورا فرما۔ ہم تمام حاضرین کی مصیبتوں کو دور فرما۔ ہمارا سب کا خاتمہ ایمان پر کردے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت ہمیں نصیب فرما۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے ہم تمام حاضرین کو مالامال کر۔ اور اے پروردگار اپنے فضل وکرم سے ہم تمام مسلمانوں کو جنت میں داخل کردے۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولٰنا فانصرنا علی القوم الکفرین برحمتک یا ارحم الراحمین وصلی اللہ علی سیدنا و مولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔

(یا ارحم الراحمین حضرت شیخ کی یہ دعا حاضرین مجلس وعظ کے علاوہ تمام قارئین الحق و سامعین اور احقر ناقل وعظ سمیع الحق اور ان سب کے تمام متعلقین کے حق میں بھی مقبول فرما۔ آمین۔ سمیع الحق)

قسط ۳

اقلیتی فیصلہ اور اس کے ذیلی تقاضے

ایڈیٹر الحق کا سوالنامہ

اور

مشاہیر علم و فضل زعماء ملک و ملت کے

جوابات

تاثرات ، خطرات

لائحہ عمل اور تجاویز

حکومت، عوام، علماء، مجلس عمل اور عالم اسلام کی فوری ذمہ داریاں

- آئینی فیصلہ کے بارہ میں آپکے تاثرات اور خدشات ؟
- کیا اس فیصلہ کے بعد ہماری ذمہ داری ختم ہوگئی ؟
- ملک و بیرون ملک قادیانی فتنہ کے سیاسی اور دینی تاثرات ——— ؟
- ایسے مہلک اثرات کے تعاقب کا طریق کار اور لائحہ عمل ——— ؟

(سمیع الحق)

حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمی مہتمم دار العلوم دیوبند

قادیانی فرقہ دائرہ اسلام سے قطعاً خارج ہے | دار العلوم دیوبند تقسیم ملک سے برسہا برس پہلے بالاتفاق علماء برصغیر ختم نبوت کے بنیادی اور قطعی اسلامی عقیدہ سے انکار پر قادیانی فرقہ کو مرتد اور خارج از اسلام قرار دے چکا ہے۔ انگریز کی پیدا کردہ اس جھوٹے نبی اور اس کے ذریعہ مذہب حق اسلام کے برخلاف مذہبی رنگ کی اس ذلیل ترین اور خطرناک بین الاقوامی سازش کا آج بحمد اللہ دنیائے اسلام نے طویل مہلت اصلاح دینے کے بعد پردہ چاک کر دیا ہے۔ اور ممالک اسلامیہ کی ۳۲ اسلامی تنظیموں کے سربراہوں کی کانفرنس (منعقدہ اپریل ۱۹۷۳ء جدہ) نے بالاتفاق یہ صحیح ترین اور تاریخی اعلان کیا کہ قادیانی فرقہ غیر مشروط طریقہ پر خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ کی ختم نبوت کو نہ ماننے اور انبیاء علیہم السلام کی توہین کرنے کی وجہ سے قطعاً مرتد اور خارج از اسلام ہے۔ عالم اسلام کے اس متفقہ اور تاریخی اعلان حق نے اہل حق کو نہ صرف قوۃ بخشی ہے۔ بلکہ قادیانیوں کے مرتد ہونے کے بارے میں قرآن و حدیث پر مبنی اہل حق کے دینی موقف کو عظیم مضبوطی عطا کی ہے۔

عالمِ اسلام کے اس متفقہ فیصلے کے بعد پاکستان کے علمائے حق اور عامۃ المسلمین مستحق مبارکباد ہیں کہ انہوں نے قادیانی فرقہ کے ارتداد کے بارے میں اپنے اور تمام مسلمانانِ عالم کے موقف حق کی حکومتی سطح پر تائید وتوثیق حاصل کرنے میں پہل کی ہے، توقع ہے کہ دیگر ممالک اسلامیہ کے علماء و عامۃ المسلمین بھی فتنہ قادیانیت کے بالکلیہ انسداد کے لئے اسلامی آئین کے تحت ہر ممکن تقویت و تائید پہنچانے میں دریغ نہ کریں گے عند اللہ ماجور اور عند المسلمین مشکور ہوں گے۔

بلاشبہ عالم اسلام کا یہ فیصلہ اور اسکی تائید و توثیق قادیانی فرقہ کی تلبیس کاریوں سے مسلمانانِ عالم کو بچانے کا ایک اہم ترین ذریعہ ثابت ہوگا، اس لئے عموماً تمام علماء اور مسلمانانِ ہند و پاک اور خصوصاً علماء دیوبند اسلام کے تحفظ کے اس بین الاقوامی فیصلہ کرنیوالوں کو دلی مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ اور دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے اس آخری دین کو زیادہ سے زیادہ غیبی نصرت و تائید مرحمت فرمائے، آمین۔

اکابر اساتذہ دار العلوم دیوبند

مولانا فخر الحسن صاحب۔ مولانا محمد سالم قاسمی، مولانا انظر شاہ کشمیری، مولانا معراج الحق، مولانا محمد شریف حسن، مولانا نصیر احمد

محترم ومکرم مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ نامۂ کرم نے مشرف فرمایا، قادیانیت کے مسئلے کے حل پر ماہنامہ موقرہ "الحق" کی اشاعت خاص کی اطلاع سے یہاں قلبی مسرت ہوئی، وہیں یہ خبر اس لحاظ سے موجب تاسف بھی ہی کہ مرسلہ سوالات بحیثیت ہدایات ارسال کرنے کی ہدایت پر مشتمل مکتوب گرامی ایسے وقت میں موصول ہوا کہ جبکہ حضرت مکتوب الیہ حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد طیب صاحب مدظلہٗ جنوبی ہند کے طویل سفر پر تھے، اور واپس ہوتے ہی دو تین روز میں اہم مصروفیات سے فارغ ہو کر فوراً ہی عازم حج بیت اللہ ہو گئے، سفر ہوائی جہاز سے ہوا ہے۔ اسلئے واپسی ۲۰ جنوری تک متوقع بھی ہے۔ لیکن یہ رقعہ بھی کہ مکتوب گرامی کی روشنی میں زیادہ ہی محسوس ہوا۔۔۔ مکتوب گرامی حضرت مہتمم صاحب مدظلہٗ کی خدمت میں بعد واپسی پیش ضرور کیا جائے گا، لیکن ایماء تعجیل پر نظر کرتے ہوئے مناسب سمجھا گیا کہ یہ مکتوب حضرات اکابر دار العلوم دیوبند کے سامنے پیش کر دیا جائے جواباً حضرت مہتمم صاحب مدظلہٗ کی ایک جامع اور مختصر و مؤثر تحریر جو مسئلہ معلومہ کے بارے میں

تاریخی فیصلے کے سامنے آنے کے بعد دو ماہ قبل بصورت بیان پریس کو دی گئی تھی ہمرشتہ عریضہ ہے۔ اور مکتوب گرامی کے استفسارات کے بارے میں منجانب اکابر دارالعلوم دیوبند مختصر جوابات مرسل خدمت ہیں ــــــ

صلیبی جنگوں میں مسلمانوں کے ہاتھوں عیسائیوں کو پیہم ذلت ناک تاریخی شکستوں کے بعد بڑی حد تک عیسائیت کی عالمی زمام قیادت بخت و وقت نے انگریزوں کے ہاتھ میں دیدی اس قیادت کبریٰ کا حق ادا کرنے کے لئے انگریز نے اپنی فطری اور عیارانہ صلاحیتوں کو ملت اسلامیہ سے انتقام لینے کے محور پر مرکوز کر دیا، اور قومی شرافت اور انسانی اخلاقیت کی قربانی دے کر اس اعزاز قیادت کو اس قوم نے کوئی مہنگا سودا نہیں سمجھا۔ چنانچہ طویل فکر و تدبر کے بعد ملت اسلامیہ کے برخلاف انگریز نے اپنی انتقامی بساط سیاست کو بین الاقوامی سطح پر دو زہر آلود منصوبوں سے آراستہ کیا۔

۱۔ پہلے منصوبہ کا محور مسلمانوں کی اجتماعی شوکت اور سیاسی وحدت کو تاخت و تاراج کرنا تھا۔ جس کا سرچشمہ خلافت اسلامیہ تھی، اس کے لئے ترک و عرب میں انفرادی مفاد پر اجتماعی بہبود کو قربان کر دینے والے ہوسکار جعفر و صادق تلاش کرتے گئے اور خلافت کے فطری ثمرات کے طور پر حاصل شدہ اسلامی وحدت کو دسیسہ کاران فرنگ نے وطنی کتراؤں میں تبدیل کر کے ملت کو اپنی عظمتوں سے ہاتھ دھو بیٹھنے پر مجبور کر دیا۔

۲۔ دوسرے منصوبہ کا مقصد ملت اسلامیہ کی "دینی وحدت" کو پارہ پارہ کرنا تھا جسکا ناقابل اختلاف مرکزی نقطۂ اتحاد ہزاروں اختلافات کے باوجود عقیدۂ ختم نبوت ہے۔ اس قابل نفرت منصوبے کے ذریعہ ملت اسلامیہ کے اس منصوص اور قطعی عقیدہ کو اس طرح مجروح کرنا تھا کہ اگر وہ بالکلیہ ختم نہ بھی ہو تو تردد و اختلاف کا نشانہ بن کر کم از کم نقطۂ اتحاد نہ رہے۔

اس کے لئے کذاب ازلی مرزا غلام احمد قادیانی کو اسکی نمایاں بے ضمیری اور ایمان فروشی کو بھانپ کر انگریز نے اسے نبی بنا کر عقیدہ ختم نبوت پر کاری وار کیا۔

پھر جس طرح مذہبی زندہ قدروں کو انسانیت و شرافت سوز سیاست کا ہدف بنانے پر تاریخ کا حرف حرف انگریزی دنائت پر گواہ رہے گا، ٹھیک اسی طرح اس ناقابل تردید حقیقت پر بھی تاریخ کا حرف حرف ہمیشہ شاہد عدل رہیگا کہ انگریز کی اس بدنہاد انتقامی سیاست کے دونوں منصوبوں کے اولین مرحلے پر انکی گہرائیوں تک پہنچنے اور ان دور رس فتنوں سے ملی تحفظ کی تدابیر کو بقدر بساط بروئے عمل لانے میں بتوفیق خداوندی حضرات علماء کرام ہی نے پہل کی اور آج سے اسی

سال قبل کذاب قادیان اور اس کے متبعین کے بارے میں مرتد اور خارج از اسلام ہونے کا فیصلہ اکابر علماء دارالعلوم دیوبند نے اپنی بصیرت دینی اور فراست ایمانی سے فرمایا۔

ان مخلصین کی مساعی مشکور ہوئیں اور دعائیں مستجاب کہ آج پورے عالم اسلام نے بیک زبان کذاب اعظم مرزائے قادیان اور اس کے حاشیہ برداروں کے بارے میں الحمدللہ شرعی فیصلہ کو "اجتماعی فیصلہ" بنا دیا۔

اور اس "اجتماعی فیصلے" کو آئینی اور دستوری حیثیت دلانے کی اولیت کا شرف حاصل کرکے ارض پاک کے علماء کرام اور عامۃ المسلمین اس دعا کے ساتھ مستحق تہنیت و تبریک ہیں۔ کہ اللھم اعز الاسلام والمسلمین وانصرھم علی عدوک وعدوھم۔

چونکہ قادیانی کی یہ نبوت کاذبہ انگریز کے استعماری ذہن کی پیداوار تھی اس لئے اس کا آغاز ہی بین الاقوامی سطح پر کیا گیا تھا۔ اس لئے اس کے اثرات کا بین الاقوامی سطح پر وسعت اختیار کر لینا تعجب خیز تو نہیں البتہ فکر انگیز ضرور ہے۔

دستوری کامیابی کے بعد بلاغ و ابلاغ کی عظیم تر ذمہ داریوں کا مکمل شعور و احساس تقاضائے فراست و دیانت تو ہے ہی، لیکن مدمقابل کے راسخ العداوۃ ہو جانے کی وجہ سے اس فرض کی ادائیگی تقاضائے ضرورت و سیاست بھی بن گئی ہے۔ جس میں ان تمام وسائل و ذرائع کا متاقبا سدباب بنیادی اہمیت کا حامل ہو گیا ہے کہ جن کو فریق مخالف اپنی عصری تعلیمی برتری ناجائز اقتصادی فراغ بالی، بین الاقوامی سطح پر عمومی تعارف، موثر و مفکر اور مقتدر شخصیات کی تائید اور فکری جدت اور عددی قلت کی وجہ سے اجتماعی نظم و ضبط کے ساتھ استعمال کر رہا ہے۔ اور کریگا۔

البتہ اس بارے میں داعیان باطل کے بالمقابل جہاں "اشداء" پر عملدرآمد ضروری معلوم ہوتا ہے۔ وہیں سادہ لوحی کی وجہ سے مبتلائے ضلال ہو جانے والوں کے سامنے "رحماء" کی عملی تفسیر پیش کرنا اس سے بھی زیادہ ضروری فریضۂ وقت محسوس ہوتا ہے۔ بہر رفتہ میں ارباب علم و دین کا موقف دفاعی رہا، جو بذات خود توسع اور ہمہ گیری کا طالب نہیں ہے، لیکن فیصلے نے موقف اہل علم کو دفاع کے بجائے اقدام میں تبدیل کر دیا ہے۔ اور اقدام وسعت و ہمہ گیری سے اگر عاری ہو تو وہ اقدام ہی باقی نہیں رہتا ہے

موجیم کہ آسودگی ما عدم ماست ۔۔۔ ما زندہ ازاں ایم کہ آرام نگیریم

لائحہ عمل کی ترتیب میں مقامی موثرات و عوامل کو ملحوظ رکھنا، اور خارجی موثرات و عوامل تک

اپنی رسائی کا اندازہ کرنا منجملہ لوازم ہوتا ہے، اس لئے اس بارے میں اہل خبر سے اہل مشاہدہ کی بصیرت ہی زیادہ قابلِ اعتماد ہونی چاہئیے۔ والسلام۔

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی۔ ماہنامہ الفرقان لکھنؤ

برادرِ مکرم و محترم زید مجدکم! وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ الحق کا وہ شمارہ پہنچ کر باعثِ مسرت ہوا جس میں حضرات علماء کرام اور زعماء کی طرف سے آپ کے سوالات کے جوابات شائع ہوئے ہیں۔ اس کے چند روز بعد کارڈ مورخہ ۱۲ / دسمبر بھی ملا جس سے معلوم ہوا کہ آپ نے وہ سوالات مجھ کو بھی بھیجے تھے۔ آپ کا وہ مکتوب نہیں پہنچا۔ آپ کے سوالات کا جواب وہیں کے حضرات دے سکتے ہیں۔ اس لئے میں نے لکھنے کی کوشش نہیں کی قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دئے جانے کے فیصلے پر یہاں بھی بحث کا بازار گرم ہو گیا۔ اور اصل مسئلہ پر "الفرقان" کے دو تین شماروں میں لکھا گیا۔ ہمارے ملک میں ۱۹۴۷ء کے پہلے سے مسئلہ بالکل ختم سا ہو گیا تھا۔ لیکن اب یہ مردہ زندہ ہو کر کھڑا ہو گیا ہے۔ دونوں ملکوں کے درمیان ڈاک کھل تو گئی لیکن بہت گراں نہ کھلنے کے برابر۔ اللہ تعالیٰ مشکلات کو آسان فرمائے۔ حضرت مولانا عبدالحق صاحب دامت فیوضہم کی خدمت میں سلام مسنون اور دعاء کی درخواست۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

جناب مولانا عبدالماجد دریابادی۔ مدیر صدق (انڈیا)

برادرم! وعلیکم السلام۔ آپ کا کوئی مراسلہ اس سے قبل "قادیانی" مسئلہ سے متعلق نہیں پہنچا۔ یہ کارڈ زیرِ جواب بھی کئی مہینوں کے بعد پہنچا۔ الحق جیسے سنجیدہ اور علمی پرچہ کے سوال پر ضرور ہی توجہ کی جاتی۔

مولانا سید ازہر شاہ قیصر مدیر ماہنامہ دارالعلوم دیوبند

گرامی محترم سلام مسنون۔ مجھے آپ کا پہلا خط نہیں ملا۔ دوسرا خط مورخہ ۱۲ / دسمبر آج ۲۴ / دسمبر کو ملا۔

پاکستانی ڈاک میں بعید گڑبڑ ہے۔ کوئی خط پندرہ دن سے پہلے نہیں پہنچتا۔ آپکے رسالہ "الحق" کے تازہ شمارہ میں قادیانیت کے مسئلہ پہ پاکستانی علماء اکابر کے تاثرات بھی پڑھے۔ اس مسئلہ پہ میرا تاثر یہ ہے۔ کہ یہ صرف پاکستانی عوام کی نہیں بلکہ دنیائے اسلام کی بڑی کامیابی ہے۔ کہ پاکستانی حکومت نے قادیانیوں کو ایک اقلیت قرار دیا۔ اس کا بڑا فائدہ یہ ہے۔ کہ قادیانی مار آستین بنکر اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچاتا ہے۔ اب پوری دنیا میں دین اسلام سے خارج قرار دینے میں سہولت ہو گئی۔ مگر ضروری ہے کہ ایک غیر مسلم اقلیت کی حیثیت سے پاکستان میں ان کے جان ومال اور عزت وآبرو کی پوری حفاظت کی جائے۔ انہیں ایک اقلیت قرار دینے کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ کسی بھی اسلامی ملک میں ان کی عزت وآبرو اور شہری حقوق پائمال کئے جائیں۔

عملی میدان میں قادیانیت کے خلاف مثبت انداز میں کام کرنے کا دروازہ اب کھلا ہے۔ علماء کا فرض ہے کہ وہ ایسا تعمیری لٹریچر تیار کریں جس میں خود قادیانیوں کو ختم نبوت، نزول مسیح وغیرہ مسائل کی حقیقت سمجھائی جائے اور مرزا غلام احمد کے متضاد، لغو، اور غیر عقلمندانہ دعاوی کو واشگاف کیا جائے ــ یہ تبلیغ وتحریک جتنے مثبت انداز میں اور جتنے تعمیری رنگ میں ہوگی اتنی ہی کامیاب ہو گی۔ خود قادیانیوں میں بھی تبلیغ کی جائے اور مفکرانہ انداز میں اس حصار کو توڑ کر جو قادیانی لیڈروں نے اپنے فرقہ کے اردگرد قائم کر رکھا ہے۔ نرمی اور ملاطفت کے ساتھ اس فرقہ کو اسلام کے قریب لایا جائے۔ خصوصیت سے ایک کوشش ضرور ہونی چاہئے۔ کہ قادیانی اصحاب کو ملک کے کلیدی عہدوں سے ہٹا دیا جائے۔ انہوں نے پچھلے دنوں آپ کے ملک کو جو نقصان پہنچایا ہے۔ اس سے آپ ناواقف نہیں ہونگے۔ مگر ہٹائے جانے والے لوگوں کو بھی متبادل روزگار مہیا کرنا حکومت کا فرض ہوگا۔ کاش وقت میں گنجائش ہوتی اور میں زیادہ تفصیل کے ساتھ اپنے خیالات عرض کر سکتا۔ والسلام۔

حضرت علامہ مولانا سید محمد یوسف بنوری صدر مجلس عمل

برادر محترم مولانا سمیع الحق صاحب زادکم اللہ توفیقا الی الخیر السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ نہ معلوم نامہ کرم کب آیا اور کہاں ہے۔ لیکن عزیزم محمد بنوری سلمہ سے یہ معلوم ہوا کہ جواب کا انتظار کر رہے ہیں۔ اور اشاعت رکی ہوئی ہے۔ اس لئے چند حرف لکھ رہا ہوں۔ تفصیل کی نہ حاجت نہ فرصت نہ ہمت اختصار بلکہ ایمان سے عرض ہے کہ آئینی فیصلہ نہایت صحیح اور باصواب ہے۔ اگرچہ بعد از وقت ہے۔

اور لبعد از خرابی بسیار۔ وزیر اعظم صاحب نے خود اخبارات میں یہ اعتراف فرمایا ہے۔ کہ قادیانی مسئلہ کے حل ہونے سے پاکستان کو سیاسی استحکام حاصل ہوگیا ہے۔" اور صاحب نے یہ اعلان فرمایا کہ" پاکستان آج صحیح معنوں میں پاکستان بنا۔" دونوں سیاست دانوں کے اس اعلان سے حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ اور یہ بھی کہ یہ کام کتنے عرصہ پہلے ہونا چاہیئے تھا۔

ہماری ذمہ داری ختم نہیں ہوئی بلکہ آئینی نقوش کو جبتک عملی جامہ نہ پہنایا جائے اس وقت تک مقصد ناتمام ہے۔ " اسلام در کتاب مامان در گور" والا معاملہ ہوگا۔ اندرون ملک قادیانیوں کا کچھ ردعمل ہے وہ تذبذب ہے، مایوسی ہے۔ اور زیادہ سے زیادہ گیدڑ بھبکی ہے۔ اور کچھ نہیں۔ باہر ملک میں حتیٰ کہ انگلستان میں بھی اس کے اچھے اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ لیکن افریقہ کے ممالک میں اس آئینی فیصلہ کی اشاعت اور عام کرنے کی بڑی ضرورت باقی ہے۔ حکومت کو اپنا بین الاقوامی دامن بچانے کے لئے ضرورت ہے کہ عربی انگریزی فرانسیسی زبانوں میں اس فیصلہ کی اشاعت اپنے سفیروں کے ذریعہ تمام عالم میں کرے۔

اس وقت جو کچھ حکومت کی پالیسی ہے اس میں تسامح، تغافل، تذبذب بلکہ ایک گونہ نفاق ہے۔ اس نے عملی صورت میں کوئی اقدام نہیں کیا۔ نہ ان قیدیوں کو رہا کیا نہ ربوہ کو باقاعدہ تحصیل کی شکل دی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ مرکز سے زیادہ پنجاب گورنمنٹ کی دوغلی پالیسی یا طرف دارانہ پالیسی کا نتیجہ ہو بہر حال حالات اگر مایوس کن نہیں تو زیادہ امید افزا بھی نہیں ہیں۔ بس اسوقت زیادہ لکھنے کی فرصت نہیں تفصیلات بہت کچھ ہیں۔ والسلام۔

جناب ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب پیرس (فرانس)

محترمی زاد مجدکم! اسلام مسنون ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' یہاں دو ماہ سے ڈاک کی مکمل ہڑتال رہی۔ اس لئے آپکا ۱۰ر نومبر کا خط اب جنوری میں آیا ہے۔ شکر گزار ہوں۔ مجھے قادیانیت سے کبھی اتنی بھی دلچسپی نہ ہوئی کہ اس کے متعلق کوئی کتاب یا مضمون ہی پڑھوں۔

چونکہ دیندار لوگوں نے اس کے خلاف تن من دھن سے کام کیا ہے۔ اس لئے اچھا ہی ہوگا خدا انہیں اجر عظیم دے۔

مگر عالم اسلامی میں دوسرے مسائل ہیں جو اس سے کم اہم نہیں بلکہ شاید اہم تر ہی ہیں۔ ہتھیار بنانے

کی جگہ مستعملہ اور فرسودہ ہتھیار خریدنے پر ہم کب تک قانع رہیں گے۔؟ اشتراکیت و الحاد کے مقابلہ سے کب تک سوتے رہیں گے۔؟

میں یہاں اپنی حقیر صلاحیت کے مطابق دوسری قسم کے علمی کاموں میں مصروف بلکہ غرق ہوں۔ کاش احباب اس میں حارج نہ ہوں ۔۔۔ آں محترم کا رسالہ آتا رہتا ہے۔ ممنون ہوں۔

مولانا عبید اللہ انور ہفت روزہ خدام الدین۔ لاہور

مکرمی و محترمی ! وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے مزاج بخیر ہوگا۔ گرامی نامہ موصول ہوا لیکن افسوس کہ بے پناہ مصروفیات کی وجہ سے آپ کی خواہش کے مطابق فوری جواب نہ دے سکا۔ امید ہے معذرت قبول فرمائیں گے۔ آپ کے سوالات کے جوابات کافی تفصیل طلب ہیں تاہم آپ کے اصرار اور تقاضے کے پیش نظر فوری طور پر مختصر جوابات تحریر کر رہا ہوں۔

آپ کا پہلا سوال یہ ہے کہ قادیانی مسئلہ کے اس حل پر آپ کے احساسات و جذبات اور تاثرات کیا ہیں ۔۔۔؟

۱۔ ایک مسلمان کی حیثیت سے پاکستان کی نیشنل اسمبلی کے اس فیصلے پر مجھے اسی طرح خوشی ہوئی اور مسرت ہوتی ہے جس طرح تمام عالم اسلام کے مسلمانوں کو ہے۔ لیکن میں کسی خوش فہمی یا غلط فہمی کا شکار بھی نہیں ہوں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ابھی ہمارے کام کی ابتدا ہے۔ اور عالم اسلام کے مسلمانوں کو عموماً اور پاکستان کے مسلمانوں کو خصوصاً اب بھی باہمی اتحاد اور یکجہتی کی ضرورت ہے۔ جس کا عملی مظاہرہ انہوں نے تحریک ختم نبوت کے دوران کیا ہے۔

میری دیانتدارانہ رائے یہ ہے کہ ہمیں جو تھوڑی بہت کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ وہ ملت اسلامیہ کے اتحاد، اجتماعی فکر، بے لوث اور پر خلوص جدوجہد، ہر اس پائندار لگن اور مشترکہ پلیٹ فارم کی رہین منت ہے۔ اگر خدانخواستہ ہم نے ان میں سے کسی ایک چیز کو بھی نظر انداز کر دیا تو ہمارا انتہائی خطرناک ہتھیار اور عیار دشمن اس سے فائدہ اٹھا کر ہمارے عظیم اسلاف کی عظیم قربانیوں، ہماری بے مایہ کوششوں اور ہمارے مجاہدین ختم نبوت کے خون شہادت کو بے نتیجہ بنانے کی کوشش کریگا۔

۲۔ میرا خیال ہے کہ قادیانی فتنہ کے "دینی" یا سیاسی اثرات عالمگیر نہیں، لیکن اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہماری غفلت شعاری کی بدولت قادیانیوں نے بعض ممالک پر کامیابیاں بھی

حاصل کی ہیں۔ لیکن پاکستان کی قومی اسمبلی کے تاریخ ساز فیصلہ کے بعد اندرون ملک اور بیرون ملک ان کی کمر ٹوٹ گئی ہے۔ مگر ابھی ضرب صدیقی کی شدید ضرورت ہے تاکہ ان کی رہی سہی قوت کو بھی توڑا جا سکے۔

۳۔ مسلمانوں کی ذمہ داری کسی فتنہ کی عارضی اور وقتی بیخ کنی تک محدود نہیں جب تک فتنہ ختم نہ ہو جائے اس وقت تک ایثار و لگن، کوشش و سعی اور اتحاد فکر و عمل کی انتہائی ضرورت ہے۔ ذمہ داری تو اس وقت تک ختم نہیں ہوتی جب تک فتنہ کا نام و نشان باقی ہے، بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ اس کے بعد بھی ذمہ داری ختم نہیں ہوتی۔ کیونکہ مسلمان اسلام کا محافظ ہے اور محافظ کو ہر وقت تیار رہنا چاہیئے خواہ امن ہو یا جنگ، دشمن اور ڈاکو کا پتہ نہیں ہوتا کہ وہ کب حملہ آور ہوگا۔ اس لئے ذمہ داری کے ختم ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

۴۔ آپ کے چوتھے سوال کا جواب میرے مذکورہ جوابات کے ضمن میں آ گیا ہے۔

۵۔ اب رہا یہ سوال کہ اس کا طریق کار اور لائحہ عمل کیا ہونا چاہیئے۔ تو گذارش یہ ہے کہ :۔

نیشنل اسمبلی کے فیصلہ کے بعد ذمہ داریاں عوامی سطح سے بڑھ کر حکومتی سطح تک پھیل جاتی ہیں۔ عوام کا کام یہ ہے کہ وہ اس تحریک کو پُرامن رہتے ہوئے اپنے آخری اور منطقی نتائج تک پہنچانے کے لئے ہر قسم کی مالی، جانی اور زبانی قربانیوں کو جاری رکھیں، علماء و طلباء اور سیاسی زعماء سستانے کی بجائے کامیابی کے آخری مراحل تک پیشقدمی جاری رکھیں اور حصول مقصد کی راہ میں جو رکاوٹیں حائل ہیں ان کو دور کرنے کے لیے اجتماعی صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں۔ اور ان ممالک میں جہاں قادیانی زہر سرایت کر چکا ہے، وہاں تبلیغی مشن بھیجے جائیں جو وہاں کے لوگوں کو قادیانی فتنہ کی اسلام دشمن سرگرمیوں اور عالم اسلام کے متعلق خطرناک عزائم سے آگاہ کریں۔

حکومت کو چاہیئے کہ وہ سفارتی سطح پر تمام دوست ممالک کو اس خطرناک تحریک کے نتائج و عواقب اور مضمرات سے باخبر کرے اور تمام اسلامی ممالک سے سفارش کرے کہ وہ قادیانیوں کو اپنے ملک میں غیر مسلم اقلیت قرار دیں۔ اور قادیانیوں کی سرگرمیوں پر گہری نظر رکھیں۔ اندرون ملک حکومت کی سب سے اہم اور پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ اسلام کے نام پر قادیانیوں کی کافرانہ تبلیغ کا سدباب کرے۔ ان کو شعائر اسلامی اور اصطلاحات اسلامی کے استعمال سے روک دے اور ان کے زہریلے اور مہلک لٹریچر کو ضبط کرکے علماء کا ایک بورڈ بنائے جو قادیانیوں کے لٹریچر کے فاسدہ اثرات کو ختم کرنے کے لئے عوام کے لئے اسلامی تعلیمات کا حامل لٹریچر تیار کرے اور اس لٹریچر کو شائع کرکے اندرون ملک اور بیرون ملک بھیجا جائے۔ اس کے علاوہ دستور میں جہاں

یہ درج ہے کہ ایک مسلمان جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے مفہوم مندرجہ آئین پاکستان دفعہ ۲۶۰ شق نمبر ۳ کے خلاف عقیدے کا اعلان یا اس کے خلاف تبلیغ کرے وہ قابل سزا و تعذیر ہوگا۔

اس میں لفظ ایک مسلمان کی جگہ جو شخص کا لفظ درج کیا جائے۔ کیونکہ ایک مسلمان کے متعلق تو یہ سوچا بھی نہیں جا سکتا کہ وہ ایسے لغو اور بیہودہ عقیدے کا اعلان یا پرچار کرے گا۔ جو شخص کا لفظ چونکہ عام ہے۔ اس لئے اسکی موجودگی میں اگر کوئی مدعی اسلام یا کوئی جدید مرشد ایسا کریگا تو مستوجب سزا و تعذیر ہوگا۔

محترم ڈاکٹر سید عبداللہ صاحب۔ لاہور

مسلمانوں کا معاشرہ مغربیت کی زد میں

ٹی وی ویژن کی ہلاکت آفرینی اور علماء کیلئے لمحہ فکریہ

الحق کا " تبلیغی فیصلہ " نمبر ملا۔ آپ نے اس سلسلے میں آراء کا عمدہ مجموعہ فراہم کرلیا ہے۔ امید ہے کام آئے گا۔ اور آگے چل کر دینی مقاصد کے لئے مفید ثابت ہوگا۔ جزاکم اللہ

آج میں بذریعہ ہذا آپ کو ——— بلکہ بالفاظ صحیح ——— قبلہ حضرت مولانا عبدالحق کو ایک امر دیگر کیطرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کو اتفاق ہوگا کہ مسلمانان پاکستان کو دنیوی لحاظ سے جتنی بھی کامیابیاں ہوں بھی اور بامراد ہونے کے باوجود دینی لحاظ سے اس وقت تک بیکار و بے نتیجہ رہیں گی جب تک اس ملک کی عام فضا دینی یعنی اسلامی نہ ہوگی۔

اس فضا کا انحصار دو باتوں پر ہے اوّل یہ کہ مسلمانوں کی معاشرت کو اس مغربیت سے بچایا جائے۔ جو پہلے نام نہاد ادب اور پھر فلم کے ذریعے پھیلی، مگر یہ مصیبت اب اس قلعے کے اندر پہنچ گئی ہے جسے ہم گھر کہتے ہیں۔

دوسری بات اسلامی قوانین کا نفاذ ہے۔ میں اس وقت معاشرتی مسئلے کا ذکر کرتا ہوں جو حملے کی صورت میں اس وقت نمودار ہے۔ یہ نیا حملہ ٹیلی ویژن کے ذریعے بڑے زور سے ہوا ہے۔ بعض علماء کا یہ خیال کہ ہم خود چونکہ فلم دیکھتے ہیں نہ ٹیلی ویژن، لہذا ہمیں اس سے سروکار نہیں۔ اس لئے کافی نہیں کہ وہ دیکھیں یا نہ دیکھیں قوم کا ایک بڑا حصہ دیکھنے لگا ہے۔ اور کون کہہ سکتا ہے کہ کل علماء کی اولادیں بھی اس میں مبتلا نہ ہوجائیں گی۔ شاید یہ بات علماء کی زبان پر اس لئے آتی ہے کہ وہ خود نہیں دیکھتے اس لئے وہ اس کی زہرناکی سے آگاہ نہیں، ورنہ اس زہر کو معمولی نہ سمجھتے۔

کہنا میں یہ چاہتا ہوں کہ کوئی ایسی جماعت تیار کی جائے جو معاشرتی مسئلے کی ذمہ داری اٹھائے اگر مساجد سے منسلک علماء اپنے حلقہ اثر میں عوام الناس کو اس بے حیائی کیطرف متوجہ کریں جو ٹیلی ویژن کے اشتہارات میں ہوتی ہے تو عام لوگ منظم ہوکر آواز بلند کرسکتے ہیں۔ تعلیم یافتہ طبقے سے امید نہ رکھیئے کہ ان میں سے ہر ایک کا (بشمول میرے) مزاج مغربی ہے۔ ہم لوگ اب پابہ زنجیر ہیں بہرحال یہ مسئلہ سوچنے کا ہے۔ اور علماء کے سوچنے کا ہے کہ وہ قدرے آزاد ہیں۔

٭ ٭ ٭

جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے طلباء سے

مولانا مفتی محمود کا خطاب

۵ر جنوری مطابق ۲۲ر ذوالحجہ ۱۳۹۴ھ کو جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے طلباء کی دعوت پر حضرت مولانا مفتی محمود صاحب اور پروفیسر عبدالغفور صاحب جامعہ اسلامیہ کی جامع مسجد میں طلبہ سے خطاب کیا۔ قاری عبدالخالق صاحب کی تلاوت کے بعد مولانا محمد اسلم صدیقی نے طلباء کی طرف سے ان مہمانوں کو پرجوش خوش آمدید پیش کی۔ پروفیسر صاحب نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ لوگ از حد خوش قسمت ہیں کہ اس مقدس فضا میں علوم دینیہ حاصل کر رہے ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے جتنا بلند مقام عطا فرمایا ہے۔ اسی طرح آپ کی ذمہ داریاں بھی بہت بلند ہیں۔ دنیا میں عظیم بلڈنگ اور محلات پر مشتمل یونیورسٹیاں کالج موجود ہیں۔ ان کے طلبا مالی لحاظ سے وسیع نظر آتے ہیں لیکن وہ دنیا کی پیاس بجھانے کے لئے جو کچھ حاصل کر رہے ہیں۔ وہ انکی پیاس بجھانے کیلئے کارگر نہیں۔ آپ اخروی فوز و فلاح کے طالب ہیں۔ آپ کو اس عظیم منصب کیلئے ایک مثالی زندگی اختیار کرنی ہے۔ تاکہ آپ کی صورت و سیرت سے دیکھنے والے اسلام کا صحیح جائزہ اخذ کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم تھا کہ اسمبلی میں حضرت مفتی صاحب جیسے لوگ پہنچ گئے، تو دینی جماعتیں یکجا ہوئیں۔ ایسے ملک میں کہ جہاں پیپلز پارٹی نوّے فیصد کامیاب ہوئی ہو ان کی اکثریت کے باوجود اس ملک کے دستور میں یہ لکھوانا کہ اس ملک کا دستور اسلام ہوگا یہ درحقیقت باہمی اتفاق کا نتیجہ ہے۔ ابھی ابھی یہ قادیانی مسئلہ میں کامیابی، مذہبی جماعتوں کے متحد ہونے کا ثمرہ ہے۔ جبکہ اس پارٹی کے لوگ یہی کہتے تھے کہ یہاں سوشلسٹ نظام ہوگا۔ بلکہ بعض عناصر تو علی الاعلان کہتے تھے کہ لادینی نظام پاکستان کا دستور ہوگا۔ قادیانیت کا وہ سانپ جو ستر سال مسلمانوں کے اندر مسلمان کے

نام سے رہ رہا تھا، وہ اسی النفاق کی بدولت اپنی موت مرگیا ہے۔ ملکی حالات کے بارے میں حضرت مفتی صاحب زیادہ تفصیل سے تقریباتیں گے۔ میں ان ہی الفاظ پر اکتفار کرتا ہوں۔ (مرتب)

خطبۂ مسنونہ کے بعد حضرت مفتی صاحب نے فرمایا۔ عزیز طالب العلمو! جیسا کہ جناب پروفیسر صاحب نے آپ کو خوش قسمت قرار دیا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ آپ یقیناً اس لحاظ سے خوش قسمت ہیں کہ آپ مدینۃ الرسولؐ میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر سایہ دینی علوم کے حصول میں مصروف ہیں۔

مدینہ منورہ اور دینی علوم کا حصول | دینی علوم کا حصول درحقیقت خود ایک بہت بڑی منقبت ہے۔ آپ کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے اساتذہ اور منتظمین کار کے لئے وصیت فرمائی۔ اِنَّ رجالاً یأتونکم من اقطار الارض یعنی رسون اکباد الابل یطلبون العلم فاستوصوا بہم خیراً۔ جن کے لئے جناب نبی کریمؐ نے وصیت فرمائی ہو ان کا مقام کتنا بلند ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ آپ حضرات کے سامنے یہاں پہ ہمارا مخاطب ہونا کوئی ایسی بات نہیں جس سے ہمیں دلچسپی ہو۔ اور ہمیں تو یہ خیال بھی نہیں ہوتا۔ بلکہ اس پاک شہر میں جہاں ہم سب پہ مکمل ادب اور محبۂ احترام ہونا چاہیئے۔ کچھ بیلنے کی جسارت نہیں کرنی چاہیئے۔ لیکن آپ حضرات سے ملنے کو جی چاہتا تھا۔ آپ کی یہ درسگاہ جامعہ اسلامیہ تمام دنیا میں ایک نمایاں اور ممتاز درسگاہ ہے۔ اس کی امتیازی حیثیت قرآن وسنت کے علوم کیساتھ طلباء کو عملی تربیت دینا ہے۔ میں نے دوسرے ملکوں کے جامعات اور مدارس کو بھی دیکھا ہے۔ مگر یہاں کے ماحول اور وہاں کے ماحول میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ یہاں کے طلباء کی صورت وسیرت سے بآسانی یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ کہ یہاں قرآن وحدیث کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس وقت میں سمجھتا ہوں کہ مسلمان مجموعی حیثیت سے سیاسی پسماندگی میں مبتلا ہیں۔ اسی کروڑ مسلمان دنیا میں آباد ہیں۔ دنیا کے مختلف حصوں میں ان کی آبادیاں ہیں۔ ان میں باہمی اختلافات ہیں۔ سامراجی طاقتیں انہیں اکٹھا رہنے نہیں دیتیں۔ حالانکہ ہمارا مذہب ایک ہے۔ ایک اللہ پہ ایمان رکھتے ہیں۔ اور خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو آخری راستہ سمجھتے ہیں۔

عربی زبان | لیکن ان وحدتوں کے باوجود ہر مسلمان ملک میں ایک نئی بولی سنائی دے رہی ہے۔ کیوں ہم سب مسلمان مل کر نہ سوچیں کہ اپنے مستقبل کو قرون اولیٰ کیطرح ایک بار پھر روشن کرنا ہے۔ اس کے لئے سب سے پہلے تمام اسلامی ممالک کو عربی زبان کو اپنانا ہے۔ خاص کر پاکستان میں جب مختلف زبانیں

بولی جاتی ہیں۔ اور سرکاری زبان انگریزی کو دفتری زبان اور رابطہ کی زبان قرار دیدیا گیا ہے۔ مشرقی پاکستان جب ہمارے ساتھ تھا تو دو سرکاری زبانیں تھیں۔ بنگلہ اور انگریزی۔ اور اب صرف انگریزی زبان باقی ہے۔ حالانکہ مقامی بولیاں متعدد ہیں۔ بڑی تعجب کی بات ہے کہ قیام پاکستان کے ۲۷ برس پورے ہو گئے ہیں۔ اور ابھی تک ہم ایک اجنبی زبان مسلط ہے۔ اگر عربی زبان کو سرکاری زبان رکھتے تو اس سے رابطہ کے لئے اور کوئی زبان زیادہ مناسب نہیں تھی۔ اس زبان میں کئی صلاحیتیں موجود ہیں۔ ہمارے تمام عربی ممالک میں یہی زبان سرکاری زبان ہے۔ اگر پاکستان کے کالجوں، یونیورسٹیوں اور مدارس میں یہ زبان لازمی قرار دیدی جائے تو صرف پانچ سال میں ہمارے ملک کا بچہ بچہ عربی کو بول سکے گا۔ اس زبان سے ہماری عقیدت ہے۔ انگریزی کے ساتھ پاکستانیوں کا تعلق نفرت کا ہے۔ ایک ظالم و خونخوار قوم جو ڈیڑھ سو سال ہم کو غلامی کی زنجیروں میں محبوس رکھا۔ اس ظالم قوم کی زبان کو ہم کیسے محبت و عقیدت کی نگاہ سے دیکھ سکیں گے۔ عربی جو قرآن و سنت اور دین کی مرکزی لغت ہے۔ قرآن و حدیث کی زبان کو سیکھنا باعث اجر بھی ہے۔ ہم خرما و ہم ثواب اور اس کے ساتھ عرب مسلمانوں کے ساتھ اجنبیت ختم ہو جاتی۔ اسلامی اخوت اور سیاسی رشتے ان کے ساتھ اور بھی مضبوط ہو جاتے۔ اور اس باہمی لسانی ارتباط کی وجہ سے مشترکہ مسائل پر مشترکہ غور کر سکتے تھے۔

عالم اسلام کو نئے مسائل اور قوانین پر متفقہ غور کی ضرورت ہے۔

قرآن و حدیث ہمارے قوانین کے ماخذ ہیں۔ ہمارا عقیدہ ہے۔ کہ اسلامی نظام کے مقابلہ میں دنیا کا کوئی نظام اور ازم قابل قبول نہیں ہے اور نہ دنیا کو ہدایت و رواداری کی ضمانت دے سکتا ہے۔ یہی تمنا ہے کہ تمام اسلامی ممالک کے بڑے مشائخ اور متقدر علماء دین کا جتھہ منتخب ہو جائے۔ جو تمام دنیائے اسلام کے لئے ایک متفقہ قانون مرتب کرے۔ کم از کم ابتدائی مراحل میں تعزیرات و حدود کے مسائل کو تو متحدہ طور پر تمام اسلامی ممالک میں چلانے کی کوشش کریں۔ ہو سکتا ہے کہ بعض ایسے قوانین جو مباحات کے درجہ میں ہیں۔ اس میں ہر ملک اپنے ماحول کے اعتبار سے مخصوص رویہ اور علیحدہ طریق عمل اختیار کرے۔ لیکن حدود و تعزیرات اور اقتصادیات کے مسائل کو مشترکہ طور پر عمل کرنا ہے۔

معاشی مسائل کی اہمیت

آجکل تمام سیاسیات کا محور و مرکز اقتصادیات کا مسئلہ ہے۔ تمام سامراجی طاقتیں اس جدوجہد میں ہیں کہ اقتصادیات کے مسئلہ کو الجھا کر معاشی بحران پیدا کریں۔ اسرائیل کا وجود عرب کے درمیان صرف اس لئے ہے تاکہ عرب ممالک تیل کی آمدنی کو خود استعمال نہ کر سکیں۔ جب بھی وہ ترقی کی طرف گامزن ہو تو اسرائیل کے ساتھ ان کو لڑایا جائے۔ تاکہ ان کے ذرائع آمد کو صرف قتل و قتال

پر خرچ ہو۔ دنیا میں سب سے زیادہ دولت عرب کے پاس ہے۔ ہم ان کو باثروت دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ ہمارے بھائی ہیں۔ لیکن استعمار نے جگہ جگہ مسلمانوں کو معاشی مسائل میں پھنسانے کے لئے باہمی جنگ وجدل کے منصوبے بنا رکھے ہیں۔ تو اسلامی ممالک کو معاشیات، اقتصادیات اور ایسے بنک کے قیام کا مشترکہ حل نکالنا ہے جس میں سودی نظام کو ختم کیا جا سکے۔ جب بھی لسانی، اقتصادی، معاشی اور دیگر باہمی رشتہ قومی ہوگا۔ ایک دوسرے سے قریب ہوتے جائیں گے۔ آج مسلمان سیاسی طور پر بیرونی طاقتوں کا شکار ہے۔ آج امریکہ اور روس اس کوشش میں ہیں۔ کہ سرحد سے لیکر برما تک ایک لائن بنا کر اسے چین کے مقابلہ میں لڑایا جائے۔ اب ہم سب کا یہ فرض ہے کہ پاکستان کو ان بڑے گرگوں سے بچائیں۔

شاہ فیصل کو خراج تحسین | میں صمیم قلب سے اس سعودی حکومت کو مبارکباد دیتا ہوں کہ اس نے اسلامی ملکوں کو متحد کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور جلالۃ الملک فیصل نے تضامن اسلامی کا جو اہم مسئلہ مسلمان ممالک کو باہمی ارتباط اور قریب تر لانے کے لئے پوری فراخدلی سے پیش کیا ہے۔ اس سے یقیناً عالم اسلامی کو عظیم قوت نصیب ہوگی۔ وحدت میں قوت ہے۔

پاکستان کی سالمیت ہر پاکستانی پر فرض ہے | جہاں تک پاکستان کے مسائل میں جناب پروفیسر صاحب نے اس کا ذکر کیا۔ یہ بات آپ سب کو معلوم ہے کہ حکومت کی پارٹی سے ہمیں اختلاف ہے۔ ان کے عزائم، پالیسیاں، اور مؤقف ہمارے عزائم اور مؤقف سے مخالف ہیں۔ اور وہ تو اختلاف یا تو صرف اسلام کے لئے ہے۔ یا پاکستان کی تحفظ وسالمیت کی خاطر۔ ہر پاکستانی کا فرض ہے۔ خواہ اندرون ملک میں رہے یا بیرون ملک کہ وہ پاکستان کی سالمیت اور اس میں اسلامی نظام کی ترویج و نفاذ کے لئے خلوص دل سے کوشاں رہے۔

نیا دستور | پاکستان میں کئی دستور بنے اور کئی منسوخ ہوئے۔ یہ جو آخری دستور ہے اس کے بارے میں یہ کہا کرتا ہوں کہ اگر اس دستور کے چلانے والے ایک متدین اور قوی ایمان والا مل جائے تو یہ دستور مکمل اسلامی نظام لانے کا متحمل ہو سکتا ہے۔ دستور میں ایسی خرابی نہیں ہے۔ جو اسلام کے منافی ہو۔ دراصل دستور کو چلانے والے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر سات سال کے عرصہ میں رفتہ رفتہ اس دستور کو عملی شکل دیا جاتا تو بہت آسانی سے اس دستور کو عملی ڈھانچہ میں ڈالا جا سکتا۔ لیکن افسوس دستور کے بنانے کے بعد ڈیڑھ سال کے عرصہ میں تقسیم کار کی حیثیت کچھ بھی ہو۔ لیکن ابھی تک کچھ کام نہیں ہوا۔ ایک مشاورتی کونسل بنی ہوتی ہے۔ وہ رپورٹ مرتب کرے گی، اگر ملک کا سربراہ متدین ہوگا تو ضرور صحیح آدمی منتخب کرے گا۔

اصحابِ عزیمت الحمدللہ اب بھی اس دور میں ایسے آدمی موجود ہیں جو حق کیلئے چٹان کیطرح اپنے اسلامی عزم میں پختہ ہیں۔ آسمان نیچے آسکتا ہے۔ زمین اوپر ہو سکتی ہے۔ لیکن ان اصحاب عزم کو مختلف جاہ و جلال اور دنیوی لالچ کے بدلے خریدا نہیں جا سکتا۔

قادیانی مسئلہ اور قومی اسمبلی اب یہ قادیانی مسئلہ دستور میں آگیا۔ اب مرزائیوں کے کفر میں کسی کو شک نہیں رہا۔ الحمدللہ وہ تمام سوراخ بند کر دئے گئے جن سے یہ لوگ اپنے لئے اپنی حفاظت کر سکتے تھے۔ گورنمنٹ کی نمائندگی وزیر قانون پیرزادہ کر رہے تھے۔ لاسکرٹری بھٹو صاحب خود بھی بیرسٹر ہیں۔ مجھے ۸ ستمبر کو پنجاب کے ایک بہت بڑے وکیل نے مبارکباد دی اور کہا کہ مسئلہ کی کامیابی کی مبارک نہیں دیتا۔ مجھے تو ساری رات یہ خطرہ تھا کہ ان چھ آدمیوں میں وکیل نہیں ہے۔ جو ختم نبوتؐ کے تحفظ کے نمائندے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ کہیں دستور میں کوئی ایک نکتہ رکھ دیں جن میں ان کے لئے بچاؤ ہو۔ صبح جب میں نے مسودہ پڑھا تو ازحد اطمینان ہوا۔ یہ مسئلہ بہت بڑا مشکل تھا۔ اکثر ممبر دین سے بے خبر ہوتے ہیں۔ وہ مختلف ذرائع سے انتخاب جیتنے کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ مسلمان کی تعریف اتنی وسیع ہونی چاہئے کہ ان کو بھی شامل ہو جائے وہ اکثر کہتے تھے کہ مسلمان وہ ہے جو اپنے کو مسلمان کہتا ہو۔ اور استدلال بھی عجیب ہے۔ ولاتقولوا لمن القیٰ الیکم السلام لست مؤمنا۔ ہم نے مناسب سمجھا کہ مرزائی بھی اپنے دلائل پیش کریں۔ تاکہ وہ یہ جرأت نہ کر سکیں کہ ہمارے دلائل سننے کے بغیر فیصلہ کیا گیا۔۔۔۔

آپ کو اندازہ لگانا چاہئے کہ ہمارے ممبروں کا مبلغ علم کیا ہے۔ عجب مرزائی حضرات کو سفید ڈاڑھی اور طرے دار پگڑی اور پاکستانی لباس میں دیکھا تو انہوں نے سمجھا کہ یہ ڈاڑھی والے، سفید پگڑی والے کیسے کافر ہو سکتے ہیں۔ اور جب یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی زبان پر لاتے تو پورے ادب سے درود شریف بھی پڑھتے۔ قرآن مجید کی آیت بھی پڑھ لیتے تھے۔ تو اکثر ممبر کہتے تھے کہ جب یہ درود بھیجتے ہیں اور آیتیں پڑھتے ہیں تو یہ کیسے کافر ہو سکتے ہیں۔ ایسے ماحول میں جبکہ ممبروں کے رخ بالکل مخالف تھے۔ ان کے دماغ کو تبدیل کرنا ایک مشکل مسئلہ تھا۔ لیکن جب ان کا بیان ختم ہوا تو ہماری طرف سے ۱۳ دن جرح ہوتی رہی۔ ۱۱ دن جرح ربوہ کے گروپ پر اور دو دن جرح لاہوری پارٹی پر ہوتی رہی۔ مجموعہ آٹھ گھنٹے روزانہ جرح و تنقید ہوتی رہی۔ ہمارا کام پہلے ہی دن بن گیا تھا۔ ہم نے پہلے سوال کیا کہ مرزا غلام احمد کے بارے میں آپ کا کیا عقیدہ ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ وہ امتی نبی تھے۔ امتی نبی کا معنی یہ ہے۔ کہ امت محمدیہ کا وہ فرد جو آپ کے کامل اتباع سے نبوت کا مقام حاصل کرے۔

پھر ہم نے پوچھا کہ اس پر وحی بھی آتی ہے۔؟ چونکہ ہمارے ساتھ مرزا کی تمام کتابیں موجود تھیں جگہ جگہ ہم نے نشانات لگائے تھے تاکہ حوالے نکالنے میں آسانی ہو۔ مرزا کی کتابوں میں لکھا ہے کہ مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے۔ بارش کی طرح۔ کیا مرزا کی وحی میں خطا کا بھی احتمال ہو سکتا ہے۔؟ کہا کوئی غلطی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ مرزا نے لکھا ہے کہ مجھے اپنی وحی پر ایسا یقین ہے جیسا کہ قرآن پر۔ اور اس نے لکھا ہے جو شخص مجھ پر ایمان نہیں لاتا "خواہ اسکو میرا نام نہیں پہنچا ہو" کافر ہے پکا کافر۔ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

مرزا کی اس عبارت سے تو سب مسلمان کافر ہوتے۔ ممبر بھی یہ گفتگو سن رہے تھے۔ اس عبارت سے تو ستر کروڑ مسلمان سب کافر بنتے ہیں — مرزائیت کے نمائندوں نے جواب دیا کہ کافر تو ہیں لیکن چھوٹے کافر ہیں۔ انہوں نے امام بخاری کی کتاب کا حوالہ بیان کیا۔ کفر دون کفر سے استدلال کیا۔ درحقیقت ہم بھی اس کے قائل ہیں کہ کفر کے مختلف مراتب ہیں۔ لیکن اس مسئلہ کو ہم نے طول نہیں دیا۔ ہم نے دریافت کیا۔ آگے جو مرزا نے لکھا ہے۔ پکا کافر — پھر انہوں نے جواب دیا کہ اپنے کفر میں پکے ہیں۔ پھر ہم نے کہا کہ آگے لکھا ہے۔" دائرہ اسلام سے خارج ہے۔" حالانکہ چھوٹا کفر ملت سے خارج ہونے کا سبب نہیں بنتا۔ پھر انہوں نے تاویل کی کہ دائرہ اسلام کے کئی دائرے ہیں اور مختلف کیٹگریاں ہیں۔ اگر بعض سے نکل گیا تو بعض سے نہیں نکلا — ایک جگہ اس نے لکھا ہے کہ جہنمی بھی ہے۔ ممبروں نے جب یہ سنا تو سب کے کان کھڑے ہو گئے۔ کہ اچھا ہم جہنمی ہیں۔ اس سے ممبروں کو دھکا لگا وہ سمجھ گئے کہ ہم تو ان کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ اور یہ ہمیں کافر قرار دیتے ہیں۔ اگر وہ حق پہ ہیں تو ہم مسلمان نہیں رہتے۔ ان کے حق میں ووٹ دینا تو اپنے کفر پر ووٹ دینا ہے۔ اب فیصلہ اس کا ہے۔ کہ یا وہ کافر ہیں۔ یا ہم۔ مرزائی تو ان کے اس درجے کے محبوب نہیں تھے کہ ان کے لئے خود کو تو کافر قرار دیں اور اپنے کو مسلمان بنائیں۔ پھر ہم نے پوچھا کہ ان سے پہلے بھی کوئی اور آیا ہے جو امتی نبی ہو۔ کیا حضرت صدیق اکبرؓ "امتی نبی" تھے۔ حضرت عمر فاروقؓ بھی کیا امتی نبی تھے۔ یہ بشارت ایک ہی کے لئے تھی ۔

انیک منم کہ حسب بشارات آمدم عیسیٰ کجا است تا بنہاد پا بمنبرم

پھر ہم نے پوچھا کہ قیامت تک اور کوئی نبی امتی آئیگا۔ انہوں نے کہا۔ نہیں۔ ہم نے کہا کہ پھر تو اس کے مرنے کے بعد آپ کا اور ہمارا عقیدہ ایک ہو گیا۔ کہ ظلی بروزی مستقل، امتی نبی وغیرہ نبی نہیں۔ تو جو تصور ہمارا ہے۔ خاتم النبیین کے بارے میں۔ وہی آپ کا بھی ہے۔ تو تمہارا یہ تصور ہمارے عقیدہ میں شامل ہے۔ کہ حضور خاتم النبیینؐ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں۔ اور تمہارا یہ عقیدہ مرزا کے بعد ہے — تو گویا تمہارا خاتم النبیین مرزا غلام احمد ہے۔ اور ہمارا خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر انہوں نے

تاویل کی کہ وہ فنافی الرسول تھے۔ یہ ان کا اپنا کمال نہیں تھا۔ وہ تو عین محمد ہو گئے تھے ۔۔۔ اس سے زیادہ توہین اور کیا ہے۔ خاص کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جو توہین آمیز کلمات کہے ہیں۔ ایماندار تو کجا کیا بلکہ ایک انسان بھی اس قسم کے غلیظ کلمات نہیں کہہ سکتا۔ اس نے اپنی کتابوں کے بارے میں لکھا ہے: تلک کتب ینظر الیہا کل مسلم بعین المحبۃ والمودۃ وینتفع من معارفہا ویقبلنی ویصدق دعوتی الا ذریۃ البغایا الذین ختم اللہ علی قلوبہم فہم لا یقبلون۔ میں نے کہا کہ مسلمانوں کو بدکار عورتوں کی اولاد سے یاد کیا۔۔۔ پھر انہوں نے جواب دیا کہ بغایا کے معنی سرکشوں کے ہیں۔ گویا بغایا بغاوت سے ہے۔ یہ ان کی علمی استعداد ہے۔ پھر میں نے کہا کہ بغایا کا لفظ قرآن میں آیا ہے۔ وما کانت امک بغیا ۔۔۔ اس نے جواب دیا کہ قرآن میں بغیا ہے۔ بغایا نہیں۔ میں نے کہا صرف مفرد اور جمع کا فرق ہے۔ نیز جامع ترمذی شریف میں بھی یہ لفظ مذکور ہے۔ البغایا اللاتی ینکحن انفسہن بغیر بینۃ ۔۔۔ رواہ الترمذی۔ میں نے کہا کہ میں تمہیں چیلنج کرتا ہوں کہ یہ بغیہ کا لفظ اسی معنی کے علاوہ کسی دوسرے معنی میں استعمال نہیں ہوا ہے۔

مولانا سعد اللہ صاحب لدھیانوی نے مرزا کے ساتھ مناظرہ کیا تھا۔ تو مرزا نے کہا ۔

آذیتنی خبثا فلست بصادق
ان لم تمت بالخزی یا ابن بغاء

حالانکہ مولانا سعد اللہ صاحب۔ مرزا کے مخالف تھے اب اس کا معنی اگر سرکش کا بیٹا کریں تو یہ باپ کی مذمت ہوگی نہ کہ مولانا سعد اللہ کی۔ اگر بدکاری کے معنے میں مستعمل ہوئے تو بیٹے کو گالی ہے۔ اس کتاب میں اس کا ترجمہ اے نسل بدکاراں ۔۔۔ پھر انہوں نے جواب دیا کہ یہ ترجمہ ان کا نہیں۔ ہم نے کہا ان کے پریس میں چھپا ہے۔ مرزا نے جہاد کو حرام قرار دیدیا۔ اور خود کو انگریز کا خود کاشتہ پودا قرار دیا۔ عراق، شام، مصر، افغانستان وغیرہ ممالک میں اپنے جاسوس بھیجے۔ انگریزوں کے آلہ کار بنے۔ جب یہ باتیں اسمبلی میں آگئیں تو خود بخود ممبروں کے ذہن تبدیل ہو گئے۔ بلکہ ممبروں نے بھٹو صاحب کو کہا کہ آپ ہمارے سیاسی لیڈر ہیں۔ اور یہ دین و مذہب کا مسئلہ ہے۔

تحریک ختم نبوت کیلئے مسلمانوں کی قربانیاں | اسمبلی میں بھی بھرپور مخالفت کی گئی اور باہر ملک میں پورے زور شور سے تحریک چل رہی تھی۔ ۲۲ مسلمان اس مسئلہ کی کامیابی کے لئے جام شہادت نوش کر گئے ہزاروں علماء اور ختم نبوت پر جان دینے والے فرزندان توحید پابند قید و سلاسل رہے۔ جگہ جگہ فائرنگ ہوئی۔ کئی زخمی ہوئے۔ مسجد میں جوتوں سمیت پولیس داخل ہو کر لاٹھی چارج کیا۔ جلسوں اور جلوسوں پر پابندیاں عائد کر دی گئیں۔ پریس کو بند کر دیا گیا۔ اس کے باوجود پولیس کے حکام نے رپورٹ دی کہ یہ تحریک ہم سے تابو

میں نہیں آسکتی۔ ہر جگہ فوج کو پھیلا دیا گیا۔ لیکن ان تمام حربوں کے باوجود ان کو کوئی کامیابی میسر نہ ہوئی۔

قادیانی مسئلہ کے حل میں اسمبلی میں موجود علماء حق کا بنیادی حصہ اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہے۔ کڑیاں خود بخود جڑتی گئیں اور یہ مسئلہ اللہ تعالیٰ نے حل فرمایا۔ ۱۹۵۳ء میں بھی اس مسئلہ کی خاطر لاکھوں مسلمان جیلوں میں محبوس کئے گئے تھے۔ اور ہزاروں کو خون بہانا پڑا۔ لیکن اس وقت یہ تحریک مکمل طور پر کامیاب نہ ہو سکی۔ بات اصل میں یہ تھی کہ اس وقت پاکستان میں علماء کرام اسمبلیوں سے دور رہتے تھے۔ اسمبلی کا محاذ بالکل خالی تھا۔ حالانکہ اندر کی آواز بہت مؤثر ہوتی ہے۔ گریبان سے پکڑنا نتیجہ خیز ہوتا ہے۔ اس دفعہ مسلمانوں نے بعض علماء اور متدین ممبروں کو بھی بھیجا۔ جب تحریک شروع ہوئی تو باہر ملک کے ہر کلمہ گو نے تحریک میں پورا حصہ لیا۔ اور اندر اسمبلی میں ہم ممبر لڑتے رہے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے بہت بڑی کامیابی و سرخروئی نصیب فرمائی۔ میں بسا اوقات یہ سوچتا تھا کہ ایک شخص جو ہر سال مسلسل بخاری شریف اور مسلم شریف۔ ترمذی شریف کو پڑھاتا رہے۔ اور وہ اسمبلی کی چار دیواری میں گھس جائے تو وہ حدیث کے پڑھانے میں روحانی سکون اور قلبی اطمینان جو دینی مدارس کے ماحول میں میسر تھا وہ اسمبلی ہال میں میسر ہوگا۔ دل میں یہ خلش رہتی کہ حدیث کے درس کو چھوڑ کر ادھر آئے ہم نے کافی خسارہ کیا۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے یہ مسئلہ حل فرمایا۔ تو اب میرا دل مطمئن ہے۔ کہ سو دفعہ بخاری شریف پڑھانے سے یہی ایک مرکزی مسئلہ حل ہونا بدرجہا بہتر ہے۔ جب تحفظ ختم نبوت ہے تو یہ اسلامی شعائر و مدارس اور اسلامی اقدار زندہ و تابندہ ہیں۔ اور اگر اس مسئلہ میں ہم ناکام رہتے تو یہ سب مراکز و مشاہد بے روح ہوتے۔

کامیابی کا کریڈٹ کسی ایک فرد کا نہیں اس مسئلہ میں کامیابی کا کریڈٹ کسی ایک فرد کا نہیں۔ کسی ایک جماعت کا نہیں بلکہ پاکستان کی پوری قوم اس کریڈٹ کی مستحق ہے۔ بعض خوشامدی لوگ ہمارے وزیر اعظم کو اس مسئلہ کا کریڈٹ دیتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس تحریک کو کامیاب بنانے کے سلسلہ میں جو ۴۲ وفاشعار ختم نبوت نے اپنی معصوم جانیں قربان کی ہیں اور جیلوں میں ہزاروں کی تعداد میں علماء صلحاء اور نیک مسلمانوں کو کئی ماہ مختلف مشقتوں میں قید رکھا۔ اور اب تک بعض کے مقدمات چل رہے ہیں۔ اس سب کا سہرا بھی وزیر اعظم کے سر ہے۔ یہ عجیب مجمع الاضداد شخصیت ہے۔ الجزائر کو جب آزادی ملی ہے پہلے ــــــ احمد بن بلا تھے اور اب بومدین ہیں۔ دس لاکھ تک الجزائری شہید ہوئے۔ پھر ڈیگال نے مجبور ہو کر ان کو آزاد کیا۔ کیا اب آزادی کا سہرا شہداء الجزائر کے سر ہے یا ڈیگال کے سر۔ جب بھی کوئی ڈکٹیٹر ظالم اپنی قوم کی قربانیوں کے سامنے جھکنے پر مجبور ہوتا ہے۔ تو سہرا قوم کے سر ہوتا ہے۔ اگر اس مسئلہ کی کامیابی میں ہمارے بھائی شہید نہ ہوتے اور جیلوں میں ہمارے آدمیوں کو محبوس نہ

کیا جاتا تو یقیناً ہم بھی وزیراعلیٰ کو مبارکباد دینے میں بخل سے کام نہ لیتے۔ ذی ہوش انسان بات کو عقل کے ترازو میں تولتے ہیں۔ ملک کی تمام سیاسی پارٹیاں، مذہبی جماعتیں۔ اس مسئلہ میں برابر شریک ہیں۔ مجلس عمل میں تمام مکاتیب فکر اور مذہبی جماعتوں کے رہنما موجود تھے۔ باستثناء پیپلز پارٹی کے۔ بلکہ انہوں نے ہمارے ورکروں کو گرفتار کرنے میں جھوٹی شہادتیں دی ہیں۔ جب ایک پارٹی شامل نہ ہو۔ تو اس کے چیئرمین کو کیسے سہرا دیا جا سکتا ہے۔ حالانکہ جب جرح کا کام ختم ہوا۔ تو وزیر قانون پیرزادہ نے ہمیں بلایا۔ پروفیسر بھی موجود تھے۔ نورانی صاحب، چوہدری فضل الٰہی، اور مولا بخش صاحب سومرو وزیر قانون نے۔ ہم سے دریافت کیا کہ اب اس کا حل کیسے ہوگا، فارمولا پیش کرو۔ ہم نے فارمولا لکھا۔

دستور اور مسلمان کی تعریف دستور کے ابتدائی مراحل میں ہم نے مسلمان کی تعریف شامل کرائی تھی کہ پاکستان کا صدر اور وزیر دونوں مسلمان ہوں گے۔ اس لئے مسلمان کی تعریف کو دستور میں شامل کرنا ناگزیر تھا۔ لیکن اب اس مسئلہ کے حل کے موقع پر ہمیں یہ بات اہم محسوس ہوئی کہ غیر مسلم کی تعریف کی جائے۔ آپ تو بحمدللہ اہل علم ہیں، سمجھتے ہیں، غیر مسلم کی تعریف کو منضبط کرنا مشکل کام ہے۔ معاد کا منکر ہو تو بھی کافر ہے۔ صفات الٰہیہ کا منکر بھی کا۔۔ ہے۔ ختم نبوت کا منکر بھی۔ ہم نے باعتبار انکار عقیدۂ ختم نبوت کے کافر میں بات کو منحصر رکھنا مناسب سمجھا۔

۱۔ ایک شخص یہ عقیدہ رکھے کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک شخص کو نبوت ملی ہے۔ یہ شخص کافر ہے۔ خواہ وہ یہ عقیدہ رکھے یا نہ دعویٰ کرے یا نہ۔

۲۔ اپنی ذات کے لئے کرے تو بھی کافر ہے۔

۳۔ جو شخص ایسے مدعی نبوت کی نبوت کا اعتراف کرے، وہ بھی کافر ہے۔

۴۔ جو شخص ایسے مدعی نبوت کو مذہبی پیشوا تسلیم کرے۔ جیسے لاہوری پارٹی، وہ بھی کافر ہے۔

درحقیقت یہ پردہ اٹھ گیا یہ لاہوری پارٹی کی مکاری اور عیاری تھی، وہ بھی مرزا کو نبی مانتے ہیں۔

مسئلہ کا حل اور حکومت سے آخری مذاکرات سب سے زیادہ جھگڑا پیدا ہوا کہ دفعہ ۱۰۶ کی رُو سے صوبائی اسمبلیوں میں غیر مسلم اقلیتوں کو نمائندگی دیدی گئی ہے۔ بلوچستان میں ایک، فرنٹیئر میں ایک اور سندھ میں دو، پنجاب میں تین اور چھ نام لکھے ہیں۔ عیسائی، ہندو، سکھ، پارسائی، بدھسٹ، شیڈول کاسٹ یعنی اچھوت وغیرہ۔ ہم چاہتے تھے کہ ان چھ کی قطار میں مرزائیوں کو بھی شامل کیا جائے تاکہ کوئی شبہ باقی نہ رہے۔ اس کے لئے وہ تیار نہ تھے اور ویسے بھی ان کا نام اچھوتوں کے ساتھ پیوست پڑتا تھا۔ پیرزادہ نے کہا کہ اس کو رہنے دیں، ہم نے کہا جب اور اقلیتی فرقوں کے نام فہرست

میں شامل ہیں، تو ان کے نام بھی لکھ دیں۔ اس نے جواب دیا کہ اور اقلیتی فرقوں کا ڈیمانڈ تھا اور مرزائیوں
کا ڈیمانڈ نہیں ہے۔ ہم نے کہا کہ یہ تو تمہاری تنگ نظری ہے۔ اور ہماری فراخدلی کا ثبوت ہے کہ
ہم ان کے ڈیمانڈ کے بغیر ان کو اپنا حق دے رہے ہیں۔ اس بات کے سننے وہ تیار نہ تھے۔ بات
ٹوٹنے والی تھی۔ سات کو فیصلہ سنانا تھا۔ ۶ کو بھٹو صاحب نے بلالیا۔ پیرزادہ کا وہ واسطہ بھی رفع
ہوا۔ ہم نے پورے لطائف الحیل دم تعویذ کرنے کی کوشش کی۔ بھٹو صاحب نے کہا میں سوچوں گا۔
اگر ضرورت محسوس ہوئی تو میں دوبارہ بلاؤں گا۔ عصر کو اسمبلی کا اجلاس شروع ہوا۔ پیرزادہ نے سپیکر
کے کمرہ میں ہمیں بلالیا۔ "تار تو پیچھے ہلائی جارہی تھی" ہم نے کہا کہ ان چھ فرقوں کے ساتھ مرزائی بھی لکھ دو۔
اور بریکٹ میں "قادیانی گروپ اور لاہوری گروپ"۔ انہوں نے کہا کہ وہ اپنے آپ کو مرزائی نہیں کہتے
یہ بات پیرزادہ کی معقول تھی۔ کیونکہ وہ اپنے آپ کو احمدی کہلاتے ہیں۔ اس لئے احمدی کا لفظ لکھنا
چاہئے ہم نے کہا ہم ان کو احمدی تسلیم نہیں کرتے، احمدی تو ہم ہیں۔ اس نے تو تحریف کردی ہے ——
"ومبشرا برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد" ہم نے کہا کہ مرزا غلام محمد قادیانی کے پیروکار۔
انہوں نے کہا کہ دستور میں کسی شخص کا نام نہیں ہوتا۔ حالانکہ قائد اعظم کا نام اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام
بھی دستور میں موجود ہے۔

غلام محمد مرزا کا نام اور دستور

یہاں ایک لطیفہ مجھے یاد آیا۔ پیرزادہ نے کہا کہ مفتی صاحب اس
مرزا کے نام سے دستور کو پلید کیوں کرتے ہو۔ وہ اس حیلہ سے ہمیں اپنے موقف سے ہٹانا چاہتا تھا۔
ہم نے کہا کہ شیطان، ابلیس، اور خنزیر و فرعون کے نام بھی تو قرآن ہی میں موجود ہیں جس سے قرآن کی صداقت
و تقدس پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ پھر انہوں نے کہا کہ ایسا لکھ دو "جو اپنے آپ کو احمدی کہلاتے ہیں۔"
میں نے کہا بریکٹ بند ثانوی درجہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ صرف وضاحت کے لئے ہوتا ہے۔ ایسا
لکھ دو قادیانی گروپ، لاہوری گروپ "جو اپنے آپ کو احمدی کہلاتے ہیں" اس پر فیصلہ ہوا۔

اب آئینی ترامیم پر عملدرآمد کی ضرورت ہے

اصل بات اب یہ ہے کہ دستور میں تو یہ فیصلہ کیا گیا۔
لیکن ابھی تک عملی دنیا میں ذرہ بھر اس کا اثر قادیانیوں پر ہمیں نظر نہیں آتا۔ آج تک وہ اسلام کے نام سے
تبلیغ کررہے ہیں۔ "انجمن احمدیہ اشاعت اسلام" کے نام سے کام کررہی ہے۔ ابھی تک وہ اپنے
عبادت گاہوں کو مساجد کے نام سے پکارتے ہیں۔ حالانکہ مسجد فقط مسلمانوں کی عبادت گاہ کا نام ہے۔
ہم کہتے ہیں کہ تم اپنی عبادت گاہ کے لئے اچھے سے اچھے نام منتخب کرلو۔ لیکن مسجد کا نام اپنی عبادت گاہ
کے لئے از روئے قانون شرعی استعمال نہیں کرسکتے۔ وہ اب کہتے ہیں کہ ہمارا اسلام خدائی اسلام ہے۔

پارلیمانی اسلام نہیں ہے۔ اس صورت میں وہ پارلیمان کی توہین کرتے ہیں۔ ہماری حکومت بے بس ہے اگر حکومت نے دستور کے مطابق عملی میدان میں قدم رکھا تو پھر ہم سب سے پہلے مبارک باد دینے کے لئے تیار ہیں۔ ابھی تک کلیدی آسامیوں پر قادیانی موجود ہیں۔ بلکہ بعض کو تو پروموٹ کیا گیا۔ برگیڈیر سعید کو ترقی دی گئی۔ اب ہم جب واپس جائیں گے۔ تو دستور کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کوشش کریں گے۔ آپ بھی دعاؤں میں ہمیں یاد کیا کریں۔ اگر ہمارا اتحاد قائم رہا۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ قائم رہے گا۔ تو یہ سب مسائل حل ہوتے جائیں گے۔

آخر میں حضرت مفتی صاحب نے عربی زبان میں مؤثر دعائیہ کلمات فرمائے۔ بعد میں طلبہ نے کچھ سوالات دئے جن کے جوابات کچھ پروفیسر صاحب نے دئے اور بعض کے جوابات حضرت مفتی صاحب نے دئے۔ ■■

جناب سلیم الحق صدیقی۔ کراچی

عراق

بغاوتوں کی سرزمین

عراق کی سرزمین تاریخی طور پر مصر کی طرح ایک نہایت ہی قدیم سرزمین ہے۔ یہاں زمانہ قبل از مسیح بڑی بڑی تہذیبوں نے جنم لیا۔ نینوا، بابل اور اُر۔ ان عظیم تہذیبوں کے مراکز تھے، ایک تحقیق کے مطابق حضرت ابراہیمؑ جنوبی عراق کے مقام اُر میں ہی پیدا ہوئے۔ اور نمرود اسی علاقہ کا بادشاہ تھا۔ عراق کا قدیم نام میسوپوٹیمیہ MESOPOTEMIA ہے۔ اور عرب اسکو الجزیرہ کے نام سے پکارتے تھے۔ یہ ملک دریائے دجلہ اور فرات کی سرسبز وادیوں پر مشتمل ہے۔ ورنہ نصف سے زیادہ عراق ریگستان ہے جسکو صحرائے شام کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ یہ وہ ہی صحرا ہے جہاں پر قبل از مسیح قوم اسرائیل پر عذاب نازل ہوا۔ اور وہ مدتوں اس صحرا میں بھٹکتے رہے — یہ ملک حضرت سیّدنا فاروق اعظمؓ کے عہدِ مبارک میں فتح ہوا۔ اور اسلامی تہذیب و تمدن اور علوم و فنون کا عظیم مرکز بنا۔ موجودہ عراق کا رقبہ تقریباً پونے دو لاکھ مربع میل ہے۔ جو سندھ و بلوچستان کے مجموعی رقبہ سے کچھ ہی کم ہے۔ اور آبادی تقریباً ایک کروڑ کے لگ بھگ ہے۔

مذہب | عراق کی تقریباً پچاس٥٠ فیصد آبادی اہل سنت والجماعت مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ یہ سنّی مسلمان زیادہ تر شمالی عراق میں بغداد سے لیکر ترکی کی سرحد تک پھیلے ہوئے ہیں۔ ریگستانی علاقہ کے تمام بدو اور خانہ بدوش۔ کردستان کے کرد۔ ترک نسل کے تمام لوگ اور شہر بغداد اور بصرہ کی بیشتر آبادی سنّی ہے۔ بغداد اور بصرہ کے درمیان اضلاع کربلا۔ عمارا۔ دیوانیہ منتفق کے علاقہ ہیں۔ اثنا عشری شیعہ اکثریت میں ہیں۔ جنکی کل آبادی عراق میں بیالیس۴۲ فیصد ہے — اہل تشیع کا یہ دعویٰ کہ وہ عراق میں ساٹھ یا ستر فیصدی ہیں۔ درست نہیں ہے۔
اہل تشیع کے تین مزید مختصر سے فرقے شمالی عراق کے پہاڑوں میں بھی آباد ہیں۔ جو علی الٰہی شبک (SHABAK) اور سرلیاس (SARLIYAS) کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔ علی الٰہی

لوگ حضرت علیؓ کو خدا مانتے ہیں۔ اور ایک رسم کے مطابق اپنے نوزائیدہ بچوں کو پہاڑ کی ڈھلوان پر رڑکا دیتے ہیں۔ اور بلند آواز کہتے ہیں۔ کہ اگر تو علی کا بندہ ہے۔ تو زندہ رہ ورنہ مرجا۔

عراق کی سات فیصد آبادی آٹھ عیسائی فرقوں میں منقسم ہے۔ اور ایک فیصد میں یزیدی، یہودی اور بہائی شامل ہیں۔ یزیدی مذہب کے پیروکار موصل کے مغرب میں آباد ہیں۔ جو شیطان اور شیطانی قوتوں اور شر پھیلانے والے دیوتاؤں کی پوجا کرتے ہیں۔ ان کا اصل اپنا قومی نام داسنائی DASNAYI ہے۔ اور یزیدی نام شرارت سے مشہور کر دیا گیا ہے۔

عراق کو اگر نسلی طور پر دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس ملک کی تقریباً ستتر فیصد آبادی عرب ہے۔ اور عربی زبان بولتی ہے۔ باقی بیس فیصد آبادی کرد نسل سے تعلق رکھتی ہے۔ دو فیصد کے قریب ترک ہیں۔ اور تین فیصدی ایرانی اور لرستانی LURISTANI ہیں۔

تاریخ جدید | ۱۹۱۴ء کی پہلی جنگ عظیم کے موقعہ پر عراق خلافت عثمانیہ کا ایک حصہ تھا۔ ترکوں کی کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے برطانیہ نے ۱۹۱۵ء میں بصرہ پر قبضہ کر کے تمام شط العرب کا علاقہ جو دریائے دجلہ اور فرات کے سنگم اور دہانے کے علاقہ کو کہتے ہیں، ہتھیا لیا۔ شریف حسین بن علی شریف مکہ نے ۱۹۱۶ء میں برطانیہ سے ساز باز کر کے ترکوں کے خلاف بغاوت کر دی۔ انگریزوں نے بصرہ کو بندرگاہ کے طور پر ترقی دی۔ اور ۱۹۱۷ء میں مزید پیش قدمی کر کے بغداد پر قبضہ کر لیا۔ اور ۱۹۱۸ء میں شمالی عراق کے شہر کرکک پر قابض ہوگئے۔ عراق کی فتح میں انگریزوں نے زیادہ تر ہندوستانی فوج استعمال کی۔ اور ایک مسلمان کو بہادری کے عوض وکٹوریہ کراس دیا گیا۔

ترکوں کی مکمل شکست کے بعد ۱۹۲۱ء میں انگریزوں نے بطور انعام شریف مکہ کے ایک فرزند امیر فیصل بن حسین کو بغداد میں تاج پوشی کے بعد عراق کا بادشاہ بنا دیا۔ کیونکہ ۱۹۲۰ء میں امیر فیصل دمشق کے تخت پر بیٹھا تھا۔ اور اپنے آپ کو تمام شام کا بادشاہ قرار دیا تھا۔ لیکن اسی سال فرانس نے دمشق پر قبضہ کرنے کے بعد امیر فیصل کو بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ ۱۹۲۲ء میں عراق نے سعودی عرب سیریا اور اردن سے اپنی حدود کا تعین کیا۔ اور انگریزوں سے ایک عہدنامہ قرار پایا جسکی رو سے برطانوی سامراج کو عراق میں کافی فوجی مراعات حاصل ہوگئیں۔ اور برطانوی فوجی چھاؤنیوں کو مزید استحکام حاصل ہوا۔ ۱۹۳۲ء میں ولایت موصل جو ابھی تک ترکوں کے کنٹرول میں تھی، لیگ آف نیشنز نے عراق کے حوالے کر دی اور ساتھ ہی عراق باقاعدہ بین الاقوامی ادارہ کا ممبر چن لیا گیا۔ اسی سال اہل تشیع اور سنی مسلمانوں کے اختلاف نے نہایت نازک صورت اختیار کر لی۔ ۱۹۳۳ء میں امیر

عیسائی مذہبی فرقے نے حکومت کے خلاف کھلم کھلا بغاوت کردی جسکو دبانے کے لئے حکومت کو ان کا قتل عام کرنا پڑا۔ کئی ہزار برس پہلے ان ہی اسیریوں لوگوں نے بابل کی عظیم تہذیب کو جنم دیا تھا۔ یہ بغاوت ابھی پوری طرح دبنے بھی نہ پائی تھی کہ ۱۹۳۵ء میں جنوبی عراق کے شیعہ قبائل نے بغاوت کردی جسکو ایک سنی جنرل بکر صدقی سپہ سالار عراقی افواج نے سختی سے کچل دیا۔ اور اکتوبر ۱۹۳۶ء میں حکومت کی باگ ڈور خود سنبھال لی۔ تاکہ پوری طاقت سے ان بغاوتوں کی سرکوبی کی جاسکے۔ جن شیعہ قبائلی سرداروں کو بغاوت کرنے کی سزا دی گئی تھی۔ وہ قبائل حکومت کے سخت خلاف ہوگئے۔ اور شیعہ سنی فساد کی آگ فوج میں بھی بھڑک اٹھی جس کے نتیجہ میں جنرل بکر صدقی اگست ۱۹۳۷ء میں شہید کردئے گئے۔ ۱۹۳۳ء میں امیر فیصل کے انتقال کے بعد امیر غازی بادشاہ بنا جس کا ۱۹۳۹ء میں انتقال ہوگیا۔ اور اس کا ایک بچہ چار سال کی عمر میں فیصل دوم کے نام سے بادشاہ بنایا گیا۔ اور بچے کے چچا عبداللہ کو ایجنٹ مقرر کیا گیا۔

اس بدقسمت شاہی خاندان کا حشر بہت عبرتناک ہوا۔ جولائی ۱۹۵۸ء میں فوجی افسروں نے بریگیڈیر عبدالکریم قاسم کی قیادت میں بغاوت کرکے حکومت پر قبضہ کرلیا۔ شاہ فیصل دوم شہزادہ عبداللہ اور وزیر اعظم السید نوری السعید قتل کردئے گئے۔ اور ان کی لاشیں بغداد کی گلیوں میں گھسیٹی گئیں۔ کرنل عبدالسلام عارف اس فوجی بغاوت کے دوسرے اہم قائد تھے۔ اس بغاوت سے متاثر ہوکر ملا مصطفےٰ بارزانی نے آزاد کردستان کے حصول کے لئے کردستان پارٹی تشکیل دی۔ جو ۱۹۴۶ء میں آزاد کردستان قائم کرنے میں ناکام ہوچکے تھے۔ لیکن ۱۹۶۱ء میں ملا بارزانی نے آزاد کردستان قائم کرنے کا اعلان کردیا۔ اور ایرانی سرحد کے ساتھ ساتھ اپنی حکومت قائم کرلی جسکو عراقی فوج نے جلد ہی ختم کردیا۔ لیکن ملا بارزانی ابھی تک آزاد کردستان کے لئے جدوجہد کررہے ہیں۔ عراق کا الزام ہے کہ ایران کردوں کی خفیہ طور پر ہر ممکن مدد کررہا ہے۔ اسی سال بریگیڈیر قاسم کی حکومت نے بغداد پیکٹ سے عراق کی علیحدگی کا اعلان کردیا۔ جو ۱۹۵۵ء میں کمیونزم کی یلغار کو روکنے کے لئے عالم وجود میں آیا تھا۔ امریکہ برطانیہ، ترکی، ایران، عراق اور پاکستان اس کے ممبر تھے۔

۱۹۴۱ء میں ایک عیسائی مائیکل افلاق یا مشل نامی ایک شخص نے شام میں بعث سوشلسٹ پارٹی کی بنیاد رکھی تھی جسکا مقصد عربوں کی کھوئی ہوئی عظمت حاصل کرنا اور سوشلسٹ نظام قائم کرنا تھا۔ بعث پارٹی کے افکار اور پروپیگنڈے سے عراق کے نوجوان فوجی افسر بھی کافی متاثر

ہو گئے۔ اور سیریا کیطرح عراق میں بھی حزب البعث العربی الاشتراکی۔ یعنی عرب بعث سوشلسٹ پارٹی قائم ہوئی جس نے شاہ فیصل دوم کی حکومت کا تختہ الٹنے میں فوج کی ہر طرح مدد کی۔

بریگیڈیر قاسم کی کچھ روز تو اپنے نائب کرنل عارف سے بنی رہی۔ لیکن آخر کار کرنل عارف کو حکومت سے علیحدہ کر دیا گیا۔ ان دونوں انقلابیوں کی ۱۹۶۳ء میں دشمنی رنگ لائی جب کہ کرنل عبدالسلام عارف نے اپنے ہمدرد فوجی افسروں کی مدد سے حکومت پر قبضہ کر لیا۔ اور قاسم کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ قاسم نے اپنی زندگی کی گڑگڑا کر عارف سے بھیک مانگی جو قبول نہ ہوئی، اس انقلاب کے اصل ہیرو بریگیڈیر احمد حسن البکر تھے۔ جو کٹر بعث سوشلسٹ تھے۔ ان کو عارف نے وزیر اعظم مقرر کیا۔ اور کرنل عارف خود صدر ہو گئے۔ اب ان دونوں میں بھی سخت اختلاف پیدا ہو گئے۔ کیونکہ صدر عارف جمال عبدالناصر کے نظریات کے حامل تھے۔ اور وزیر اعظم احمد حسن البکر سیریا کی بعث سوشلسٹ قیادت کی طرف دار تھے۔ اس جھگڑے کے نتیجہ میں صدر عارف نے البکر کی بعث حکومت کو نومبر ۱۹۶۳ء میں برطرف کر دیا۔

۱۹۶۶ء میں صدر عارف ایک ہوائی حادثہ کا شکار ہو کر انتقال کر گئے۔ اور ان کی جگہ ان کے بھائی میجر جنرل عبدالرحمن محمد عارف صدر بنے۔ ۱۹۶۸ء میں ان حضرات کا بھی تختہ الٹ دیا گیا۔ اور موجودہ صدر اور سابق وزیر اعظم جنرل احمد حسن البکر برسر اقتدار آئے۔ جو گذشتہ چھ سات سال سے بڑی کامیابی کے ساتھ بغاوتوں اور سازشوں کا مردانہ وار مقابلہ کر رہے ہیں۔ مغربی مبصرین کا خیال ہے کہ یہ آئے دن جو عراق میں انقلاب آتے رہتے ہیں۔ اور بغاوتیں ہوتی رہتی ہیں۔ اور کوئی مستحکم حکومت قائم نہیں ہوتی۔ اسکی بنیادی وجہ مذہبی ہے۔ عراق کے بیشتر امراء سیاست دان، فوجی افسر مدبر اہل علم تاجر اور زمیندار سنی مسلمان ہیں۔ جو کئی صدیوں سے حکومت پر قابض چلے آ رہے ہیں۔ ترکوں کے زوال کے بعد بھی انگریزوں نے سنی طبقہ کا ساتھ دیا ہے جن کے نتیجہ میں غیر سنی آبادی سیاسی استحکام کو پسند نہیں کرتی۔ اہل تشیع جو عراق کی آبادی کا ایک بڑا حصہ ہیں۔ زیادہ تر کسان اور مزدور ہیں۔ اور تعلیم بھی ان لوگوں میں بہت کم ہے۔ لیکن ان کے علماء اور مذہبی لیڈر کافی طاقتور ہیں جو عراق پر شیعہ حکومت قائم کرنے کے خواب دیکھتے رہتے ہیں۔ اور بغداد کے خلاف سازشوں میں بھی حصہ لیتے رہتے ہیں۔

آزاد کردستان کے حق میں بھی ہیں۔ اس طرح ایک خاص سنی آبادی نکل جانے سے شیعہ ایک بڑی اکثریت میں ہو جاتے ہیں۔

احمد بن البکر کی حکومت بائیں بازو کی روس نواز حکومت ہے۔ بعث ازم کو سرکاری مذہب بھی
تسلیم کرتی ہے۔ اور احمد حسن البکر خود بھی ایک سنی خاندان کے چشم و چراغ ہیں، ان کے خلاف بھی
دائیں بازو کا جنوری ۱۹۷۰ء میں ایک انقلاب برپا کیا گیا جس کی پشت پر ایران اور امریکہ تھے، اور
اہل تشیع پیش پیش تھے۔ لیکن صدر حسن البکر کی خوش قسمتی سے یہ بغاوت ناکام رہی جس کے نتیجہ
میں ۴۴ باغی سولی پر لٹکا دئے گئے۔ ان میں کچھ ایرانی کچھ اثنا عشری علماء اور ایک پاکستانی شیعہ
تاجر جلیل بھائی گوگل شامل تھے۔ اس بغاوت کے بعد عراق کے تعلقات ایران سے مزید بگڑ
گئے۔ اور اکثر ایرانی باشندے عراق سے نکال دئے گئے۔ اسی سال ایئر مارشل ہردان تکریتی
جو معزول ہونے کے بعد کویت بھاگ گئے تھے، قتل کر دئے گئے جو عراق میں انقلاب لانے
کی تدبیر کر رہے تھے۔ یکم جولائی ۱۹۷۳ء کو عراق میں ایک اور بغاوت ہوئی، جس کا سرغنہ
اندرونی سیکورٹی کا افسر اعلیٰ ناظم کازار نامی ایک شخص تھا۔ اس بغاوت میں وزیر دفاع عراق
جنرل حماد شہاب قتل کر دئے گئے اور وزیر داخلہ سعدان گرفتار کر لئے گئے۔ لیکن نائب صدر
عراق صدام تکریتی کی بر وقت کاروائی سے بغاوت کچل دیا گیا۔ اور صدر حسن البکر قتل ہونے سے
بال بال بچ گئے۔ ناظم کازار ایران کیطرف بھاگتا ہوا مارا گیا۔ اس بغاوت میں بھی ایران اور اثنا
عشری علماء کا ہاتھ تھا۔ حال ہی میں جو پانچ اثنا عشری علماء کو عراق میں پھانسی دی گئی ہے۔ وہ
اس ہی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ ان سزاؤں کے خلاف ایرانی اثنا عشری علماء نے کافی احتجاج
کیا۔ اور شاہ ایران سے مداخلت کی اپیل کی۔ جس پر شاہ ایران نے اعلان کیا کہ دنیا میں جہاں
کہیں بھی شیعہ آباد ہیں۔ ان کی مدد کرنا ہماری پالیسی میں شامل ہے۔ (دیکھئے پاکستان ٹائمز مورخہ
۳ دسمبر ۷۴ء) اسی سال اسلام آباد کے عراقی سفارت خانہ میں ایک کثیر مقدار اسلحہ کی پکڑی
گئی۔ جس کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ یہ ایرانی بلوچستان کی آزادی کی جنگ لڑنے والوں کو مہیا کرنے
کے لئے جمع کیا گیا تھا۔

ایران اور عراق کے اختلاف کی ایک بنیادی وجہ شط العرب کا جھگڑا بھی ہے۔ کیونکہ عراق
کو ہمیشہ سے یہ بات بہت چبھتی ہے کہ اس کے پاس ساحل سمندر نہ ہونے کے برابر ہے۔
اور اس کی واحد بندرگاہ بصرہ میں پہنچنے کے لئے جہازوں کو بیس ۲۰ میل دریائی راستہ عبور کرنا پڑتا
ہے۔ اور ایرانی سرحد اس دریائی راستہ کے ساتھ ساتھ چلتی ہے۔ اور یہ راستہ ایران کے رحم و کرم
پر ہے۔ وہ جب چاہے۔ یہ راستہ بند کر کے عراقی معیشت کو مفلوج کر سکتا ہے۔ لہذا عراق کا

مطالبہ ہے۔ کہ دجلہ و فرات کی اس آبی گذرگاہ کی دونوں جانب عراق کا کنٹرول ہونا چاہئیے۔ لیکن ایران یہ دعویٰ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ یہ یاد رہے کہ دجلہ و فرات کے سنگم سے لیکر خلیج فارس تک کا علاقہ شط العرب کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

عراق کا دوسرا سب سے بڑا مسئلہ کردستان ہے۔ کردستان کی علیحدگی کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوگا۔ کہ عراق کے ہاتھ سے موصل کے تیل کے کنوئیں نکل جائیں گے۔ اور عراق کی معیشت تباہ ہو کر رہ جائے گی۔ دوسرا نقصان یہ ہوگا کہ عراق میں سنی مسلمان آبادی نصف گھٹ جائے گی۔ امید ہے کہ ملا مصطفےٰ برزانی کی موت کے بعد آزاد کردستان کی تحریک بھی ختم ہو جائے گی۔ کیونکہ ملا برزانی کی اپنی اولاد اس تحریک کے حق میں نہیں ہے۔ دوسرے یہ تحریک صرف ایران کی مدد سے جاری وساری ہے۔ ورنہ کرد قوم کا بیشتر حصہ جو ترکی اور ایران میں رہتا ہے۔ اس تحریک میں کوئی خاص دلچسپی نہیں رکھتا۔ اہل عراق کے لئے اہل تشیع کی آئے دن کی بغاوتیں بھی کافی پریشان کن ہیں جس کا حکومت نے یہ علاج سوچا ہے۔ کہ اثنا عشری طلباء کو غیر مذہبی اور سیکولر تعلیم دی جارہی ہے جس سے خاطر خواہ کامیابی ہوئی ہے۔ اور ان کے واعظوں سے رفض اور مذہبی نفرت کافی حد تک کم ہوگئی ہے۔ یہاں تک کہ ان نوجوان طلباء نے زیارت کے لئے کربلا اور نجف بھی جانا ترک کر دیا ہے۔

عراق کے ان تمام مسائل کا واحد حل یہ ہے۔ کہ وہ ایک عظیم تر عرب مملکت کا حصہ بن جائے جس میں زیادہ سے زیادہ عرب ممالک شامل ہوں۔ اس طرح ان آئے دن کی بغاوتوں کا قلع قمع ہو سکتا ہے۔ کیونکہ پھر آبادی کے تناسب سے باغی عناصر اتنے طاقتور نہ رہیں گے۔ کہ بار بار ملک کا امن وسکون تباہ کر سکیں۔ یہ جب ہی ممکن ہو سکتا ہے۔ کہ عرب اسلام کو اپنے اتحاد کا ذریعہ بنائیں۔ نہ کہ عرب قومیت کو۔

قومی اسمبلی میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کے

سوالات

اور وفاقی وزراء کے

جوابات

پاکستان اور عیسائی مشنریوں کی سرگرمیاں

سوال ۴۸ ـــ 9-12-74 کیا وزیر اقلیتی امور بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پاکستان میں عیسائی مشنری اداروں مثلاً اسکول و کالج و چرچ اور ہسپتال وغیرہ کی تعداد اور ان کی تفصیلات کیا ہیں ـــ؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان اداروں کی کوششوں سے عیسائی بننے والے مسلمانوں کی تعداد میں ہر سال اضافہ ہو رہا ہے ـــ؟ نیز کیا حکومت کو ان کی سرگرمیوں کا علم ہے۔ اگر یہ صحیح ہے۔ تو ان پر کڑی نظر رکھی جاتی ہے ـــ؟

جواب:۔ ملک محمد جعفر وزیر مملکت برائے اقلیتی امور و سیاحت۔

(الف) اعداد فراہم کئے جا رہے ہیں۔

(ب) جواب نہیں دیا گیا۔

(ج) جواب نہیں دیا گیا۔

فحش اور قابل اعتراض لٹریچر کی اشاعت اور درآمد

سوال ۶۴ ـــ 11-12-74 کیا وزیر داخلہ بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا فحش و قابلِ اعتراض نیز نظریہ و سالمیت پاکستان کے خلاف لٹریچر کی اشاعت پر پابندی عائد ہے۔

(ب) اگر (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ۷۴-۱۹۷۳ء میں اس طرح کے قابلِ اعتراض جن کتابچوں، رسالوں اور لٹریچر پر پابندی عائد کی گئی ہے اسکی تفصیلات کیا ہیں۔؟

(پ) کیا فحش اور قابلِ اعتراض لٹریچر کی درآمد پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ ایسا ہے تو گذشتہ ایک برس کے دوران اس طرح ضبط کئے جانے والے لٹریچر کی تفصیلات کیا ہیں۔؟

جواب:- جناب عبدالقیوم خان، وزیر داخلہ۔

(الف) ہاں۔

(ب) ایک فہرست "منسلکہ ۱" کے طور پر منسلک ہے۔ لیکن پنجاب اور بلوچستان کی صورت میں یہ مکمل نہیں ہیں، جہاں سے تاحال مطلوبہ معلومات ملنے کا انتظار ہے۔

(پ) ہاں۔ ایک فہرست "منسلکہ ۲" کے طور پر منسلک ہے۔

منسلکہ ۱ قابلِ اعتراض کتب کی فہرست جو ۷۴-۱۹۷۳ء کے دوران صوبائی حکومتوں نے ممنوع قرار دیں۔

۱- سندھی کتابچہ بعنوان "چھ لاکھ سندھی مسلمان سال" (حکومت سندھ) ۲- کتابچہ بعنوان تحریک پریس کانفرنس۔ (سندھ) ۳- اردو کتابچہ بعنوان "پاکستان بھارت اور بنگلہ دیش کے پیچیدہ حالات میں ہمارا کردار۔ (سندھ، سرحد، بلوچستان) ۴- ڈرامہ بعنوان "۱۹۷۳ء کی دستوری حماقت کو سمجھنے کا دلچسپ طریقہ۔ (سندھ، سرحد، بلوچستان) ۵- کتاب الہاسم بچوں کا انسائیکلوپیڈیا (سندھ، سرحد، بلوچستان) ۶- عربی کتاب بعنوان القرآن عقیدہ و تعلیقہ (سندھ، سرحد، بلوچستان) ۷- کتاب بعنوان آزاد کشمیر کا بحران۔ (سندھ) ۸- الامم، شمارہ ھد نومبر ۱۹۷۳ء (سندھ، سرحد، بلوچستان) ۹- جریدہ پیپلز فرنٹ کا شمارہ مئی ۱۹۷۳ء (سندھ، سرحد، بلوچستان، پنجاب۔) ۱۰- کتابچہ بعنوان "انجمن شہری آزادی، کراچی"۔ (سندھ) ۱۱- ماہنامہ جد وجہد کے جنوری، فروری ۱۹۷۴ء کے شمارے۔ (سندھ، سرحد، بلوچستان) ۱۲- اردو ڈائجسٹ شمارہ جولائی ۱۹۷۳ء (سندھ) ۱۳- کتاب بعنوان "کشمیر آفاق" (سندھ، سرحد) ۱۴- بلوچستان میں استحصال ظلم، تشدد کے خلاف مسلح بغاوت پاپولر فرنٹ کی مرکزی کمانڈ کے سیاسی شعبے، نامی تنظیم کے جاری کردہ مئی اور جون کی خبریں۔ (سندھ) ۱۵- سائیکلوسٹائل شدہ کتابچہ "بلوچ" (سندھ) ۱۶- این اے پی کی مرکزی مجلس عاملہ کی قرارداد و کارروائی کے بارے

میں اردو اور انگریزی میں چھپا ہوا خط۔ (سرحد) ۱۷۔ سائیکلو سٹائل شدہ پوسٹر بعنوان پاکستان کی مسلح افواج میں بچونون انقلاب (سرحد) ۱۸۔ ترکی میں مسطائی معیشت کے خلاف شانہ بشانہ۔ ایذا رسانی کے واقعات نامی کتابچہ کا اپریل ۱۹۷۳ء کا شمارہ نمبر ۱۲ (سرحد، بلوچستان، پنجاب)۔ ۱۹۔ کتابچہ ۔عربوں کا لہو پکار رہا ہے۔ (سرحد) ۲۰۔ کتابچہ بعنوان بھٹو شاہی کے کارنامے (سرحد) ۲۱۔ این اے پی کے شعبہ نشر و اشاعت کا شائع کردہ کتابچہ ، آئینہ۔ (سرحد) ۲۲۔ کتابچہ بعنوان بچونونوں اور بلوچوں کو سیاسی فتح پر مبارکباد (سرحد) ۲۳۔ دھنک پبلیکیشنز لاہور کا شائع کردہ ماہوار جریدہ شالامار کا شمارہ ستمبر۔ (سرحد) ۲۴۔ حکیم فیض عالم صدیقی کی کتاب بعنوان واقعہ کربلا۔ (سرحد) ۲۵۔ کتابچہ بعنوان ایرا شل جناب اصغر خان صاحب کی ایک تاریخی پریس کانفرنس۔ (بلوچستان) ۲۶۔ مادر سندھ جمہوری نوجوانوں جمہوری انقلاب کے علمبرداروں کے نام نامی کتابچہ۔ (بلوچستان) ۲۷۔ بلوچی زبان کا ماہوار اخبار تیاک راہ (بلوچستان) ۲۸۔ قیام پاکستان اور دو قومی نظریہ (بلوچستان) ۲۹۔ قائداعظم کی للکار (بلوچستان) ۳۰۔ قائداعظم کا فرمان۔ (بلوچستان) ۳۱۔ آزاد کشمیر اسمبلی کی ایک قرارداد پر تبصرہ۔ (بلوچستان) ۳۲۔ مقدمہ ختم نبوت یعنی مقام محمدیت کی تفسیر (بلوچستان) ۳۳۔ پشتو کتابچہ بھٹوان۔ (بلوچستان) - ۳۴۔ پندرہ روزہ اخبار بعنوان ہمت۔ (بلوچستان) ۳۵۔ ہفت روزہ اخبار ہم لوگ ۔ ۳۶۔ اردو کتابچہ بعنوان آزادی یا غلامی ۔ ۳۷۔ اردو ہفت روزہ لاہور کے شمارہ ۲۷ مورخہ ۸ر جولائی ۱۹۷۳ء (پنجاب) ۳۸۔ اردو جریدہ الف کا شمارہ ۳ جنوری ۱۹۷۳ء (پنجاب)

۱۹۷۳-۷۴ء کے دوران کسٹم ایکٹ ۱۹۶۹ء کے تحت مرکزی ریونیو بورڈ کی طرف سے روکے گئے اور ضبط کردہ فحش اور قابل اعتراض لٹریچر کی تعداد اور تفصیلات پر مشتمل فہرست۔

(الف) تصنیفات جن کی پاکستان میں درآمد پر پابندی ہے :

۱۔ کتابچہ بعنوان ترکی کے متحدہ وطن دوست محاذ پوسٹ آفس باکس ۷۔ ڈیوڈ لیچ لکسمبرگ کیطرف سے شائع کردہ ترکی میں فسطائی دہشت کے خلاف شانہ بہ شانہ ایذا رسانی کے واقعات۔

۲۔ ۵ر نومبر ۱۹۷۳ء کے رسالہ ٹائم کا یورپی شمارہ ۔ ۳۔ اخبار "عوامی محاذ" لندن

۴۔ میجر جنرل ڈی کے پیلٹ کی برق صفت مہم ۔ ۵۔ رسالہ بعنوان "جدوجہد" جو ۷۰ نیلاشن روڈ لندن برطانیہ سے شائع ہوا تھا۔ ۶۔ رہبہ فرطبی افدا کی اپیل۔ خلیج کمیٹی لندن کی معرفت ادمان و خلیج عرب کی آزادی کے لئے پاپولر فرنٹ کے ساتھ اتحاد عمل کی کشمیر کمیٹی کی طرف سے شائع کردہ

کتابچہ ۔ ۷۔ یہودیوں کی شاندار داستان جسے پلیٹچیٹ سمرسٹ ژرائی ایف آر ایس اے نے لکھا اور پرنیلا، لندن نے شائع کیا۔ ۸۔ لندن سے شائع کردہ رسالہ شعور۔

(ب) ۷۴-۱۹۷۳ء کے دوران مرکزی ریونیو بورڈ کی طرف سے ضبط کردہ فحش تصنیفات

۱۔ فحش کتابیں	۶۲۳	۴۔ فحش تصاویر	۱۲۲
۲۔ فحش رسالے	۶۲۳	۵۔ فحش تاش	۱
۳۔ فحش کلنڈر	۲۱۸	۶۔ عریاں فلمیں	۸

ضمنی سوال ـــ مولانا عبدالحق ـــ کیا وزیر صاحب کے ذہن میں فحش اور قابلِ اعتراض لٹریچر کا کوئی واضح مفہوم موجود ہے۔؟

جواب ـــ نہیں دیا گیا۔

مولانا عبدالحق ـــ کیا اخبارات اور رسائل میں عریاں اور نیم عریاں اور بوس وکنار والی تصاویر فحاشی کی ضمن میں آتے ہیں یا نہیں۔

جواب ـــ ندارد۔

سمگلنگ اور غیر ملکی سیاح

سوال ۱۳۱ ۷۴-۱۱-۲۰ (حصہ د) سمگلنگ کے الزامات کی بناء پر گرفتار کئے جانے والے غیر ملکیوں کی تعداد ـــ؟

جواب :ـــ بلوچستان اور سندھ کی صوبائی حکومتوں کے بارے میں سال ۷۳-۱۹۷۲ء اور ۷۴-۱۹۷۳ء (تا مئی ۱۹۷۴) کے لئے حسب ذیل معلومات درج ہیں۔

بلوچستان : ۸۶　　سندھ : ۵

وزارت صحت اور ڈرگ سٹور

سوال ۳۱ ۷۴-۱۲-۴ کیا وزیر صحت و معاشرتی بہبود بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) ان مقامات کے نام کیا ہیں جہاں فیئر پرائس ڈرگ اسٹور کھولے گئے ہیں۔؟

(ب) کسی فیئر پرائس ڈرگ اسٹور کو اندازاً کتنی رقم دی جاتی ہے۔؟

(پ) ان اسٹوروں کے مینجر مقرر کرنے کے لئے کیا معیار ہے۔؟

(ت) ان مینجروں کو کیا تنخواہ اور دیگر مراعات دی جاتی ہیں۔؟

جواب :۔ خورشید حسن میر

(الف) فیئر پرائس ڈرگ اسٹور کراچی، راولپنڈی، ملتان، پشاور، ڈیرہ اسماعیل خان اور کوئٹہ میں کھولے گئے ہیں۔

(ب) ان اسٹوروں کے لئے مہیا کی گئی رقوم کی مقدار تقریباً کم ازکم ایک لاکھ اور زیادہ سے زیادہ ساڑھے تین لاکھ ہے۔

(پ) چونکہ ابتدا میں صرف چند ہی فیئر پرائس ڈرگ اسٹور کھولے گئے تھے۔ لہٰذا کوئی حتمی قابلیت مقرر نہیں کی گئی۔

(ت) مینجروں کو ماہوار مبلغ ۵۵۰/- روپے مجموعی تنخواہ اور ۵۵/- روپے خصوصی مہنگائی الاؤنس ملتا ہے۔ لاہور، راولپنڈی، پشاور اور کوئٹہ میں مینجروں کو سواری کے لئے موٹر سائیکل بھی مہیا کئے گئے ہیں۔

ادویات اور جنرک سکیم

سوال ۳۲ (۱۹-۱۲-۷۲) کیا وزیر صحت وسماجی بہبود بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جنرک نام کی اسکیم کے نفاذ کے بعد درآمد کردہ ادویات کی قیمتیں تین گنا بڑھ گئی ہیں۔؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اسکیم کے نفاذ کے بعد غیر ملکی کمپنیوں نے کروڑوں روپے کا منافع کمایا ہے۔؟

جواب :۔ جناب خورشید حسن میر

تمام درآمد شدہ دواؤں کی قیمتیں اس وقت تقابل کے لئے دستیاب نہیں ہیں۔ درآمد شدہ یا مقامی طور پر تیار کردہ دواؤں کی قیمتیں مقرر کرنے کی تازہ ترکیب جسے ۸ مئی ۱۹۷۲ء سے اختیار کیا گیا درج ذیل ہے۔

اصل ناموں کی اسکیم کے بعد	مستثنیٰ دوائیں	اصل ناموں کی دوائیں	کل
قیمتوں میں زیادتی	۴۶	۸	۵۴
۵۰ فیصد تک	۲۳	۳	۲۶
۵۱ فیصد سے ۱۰۰ فیصد تک	۱۴	۳	۱۷

اصل ناموں کی سکیم کے بعد قیمتوں میں زیادتی	مستثنیٰ دوائیں	اصل ناموں کی دوائیں	کل
۱۰۱ فیصد سے ۱۵۰ فیصد تک	۴	۱	۵
۱۵۱ " " ۲۰۰ "	۱	-	۱
۲۰۱ فیصد اور اس سے زیادہ تین گنا	۴	۱	۵

اس کے علاوہ شعبۂ صحت سے ادویات کے اصل ناموں کی اسکیم کے اجراء کے بعد مختلف ذرائع سے درآمد کردہ قومی نسخوں کے مجموعے میں شامل کے قریب ادویات کی قیمتیں مقرر کی ہیں۔ لیکن اصل ناموں کی سکیم کے اجراء سے پہلے کی قیمتیں دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے تقابل ممکن نہیں۔

دینی رسائل، اخبارات اور اشتہارات کی تقسیم

سوال ۷۶/۹-۱۲-۷۴ کیا وزیر اطلاعات ونشریات بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ صحیح ہے کہ ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک کو اس کے مطابق سرکاری اشتہارات نہیں ملتے، حالانکہ اس کے حسابات کا باقاعدہ آڈٹ ہوتا ہے۔ ہر سال دو مرتبہ۔

(ب) کیا یہ صحیح ہے کہ سرکاری اشتہارات شائع کرنے کے لئے ادائیگی میں بے حد تاخیر کی جاتی ہے۔؟

(پ) کیا حکومت ایسے دینی اور ادبی رسالوں کو ان کے جائز حقوق اور مراعات دیگی۔؟

جواب :- ملک محمد اختر صاحب۔

(الف) کوئی بھی اخبار یا رسالہ حق کے طور پر سرکاری اشتہارات کا دعویٰ نہیں کرسکتا جنہیں سرپرست محکمے ضرورت کے مطابق جاری کرتے ہیں۔ ذریعے کا انتخاب کرتے وقت اخبار کی تعداد اشاعت اور علاقہ ہدف میں اس کے اثر و رسوخ پر مناسب غور کیا جاتا ہے۔ ایک اور عنصر جو سرپرست محکمے کو مدنظر رکھنا پڑتا ہے۔ وہ کسی خاص اشتہار کے لئے مختص کی ہوئی رقم ہے۔

(ب) اشتہارات کی تقسیم کے لئے ذریعہ اظہار کا انتخاب کرتے وقت ہر قسم کے اخبارات و رسائل مدنظر رکھتا ہے۔ (پریس انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ)

نتیجۂ امتحانات شرکاء دورۂ حدیث شریف ۱۳۹۲ھ دار العلوم حقانیہ ملحقہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

کل نمبر ۶۰۰ درجۂ علیا ۳۶۰ درجۂ وسطیٰ ۳۰۰ درجۂ ادنیٰ ۲۴۰ یا اس سے زائد۔ کل ۱۳۲ طلباء نے امتحانات میں شرکت کی جن میں صرف بارہ ناکام اور ایک غیر حاضر رہا ۱۱۹ طلبہ کامیاب ہو گئے نمبر ۲۳ کو بخاری اور نمبرات ۲۲ - ۲۹ - ۴۴ - ۴۵ - ۸۶ کو ترمذی میں دوبارہ امتحان دینا ہوگا ——— (ناظم دفتر اہتمام)

رول نمبر	نام طالب علم	حاصل کردہ نمبر	رول نمبر	نام طالب علم	حاصل کردہ نمبر
۱	عبد المالک ولد گل عالم افغانی	۳۵۳	۱۸	عبد الحکیم ولد قلندر ہزاروی	۳۶۰
۲	سید عبد الجلال ولد سید عبد الرحمان گلگتی	۴۱۸	۱۹	محمد گوہر شاہ ولد حکیم عبد الحق پشاوری	۳۹۹
۳	محب اللہ ولد عبد الحمید ہزاروی	۴۸۵	۲۰	عبد السلام ولد خان گل بلوچستانی	۳۸۷
۴	نیاز محمد ولد ملک صبر خان دیروی	۲۸۹	۲۱	عبد المالک ولد غریب اللہ مردانی	۱۴۶
۵	غلام محمد ولد خان زادہ پشاوری	۳۶۹	۲۲	جلال الدین ولد عبد الکریم ڈیروی	۲۵۲
۶	نیاز محمد ولد شیر محمد کوہاٹی	۳۶۴	۲۳	حبیب الرحمٰن ولد سید رسول ڈیروی	۳۰۳
۷	عبد الکریم ولد علی محمد قندہاری	۳۶۶	۲۴	عبد اللہ ولد پیر داد خان افغانی	۱۸۸
۸	طالب محمد ولد عید ملوک افغانی	۲۴۷	۲۵	عبد الجلیل ولد محمد یعقوب بنوی	۳۶۸
۹	عبد الرحمان ولد گل زمان ہزاروی	۳۲۰	۲۶	محمد سعید ولد عبد الرحمان دیر	۲۷۸
۱۰	غلام نبی ولد غلام قادر دیروی (دار العلوم حقانیہ کے پرچوں میں امتحان دے چکا ہے اور کامیاب ہے)				
۱۱	سلطان شمشیر ولد فقیر اللہ ہزاروی	۳۶۱	۲۷	سمیع الحق ولد عبد الرشید پشاوری	۳۰۹
۱۲	میاں محمد عبد الکریم ولد محمد جان مردانی	۳۲۱	۲۸	محمد یعقوب ولد خان جی ہزاروی	۳۴۷
۱۳	محمد خلیل اللہ ولد حبیب الرحمان ہزاروی	۳۸۰	۲۹	عبد الواسع ولد عبد العزیز غزنی	۲۴۳
۱۴	گل محمد ولد جمعہ گل دیروی	۳۱۴	۳۰	محمد صادق ولد عبد العزیز خان افغانی	۴۱۳
۱۵	محمد افخان ولد بہادر شیر مردانی	۳۳۰	۳۱	فضل ربی ولد عبد المالک ہزارہ	۲۲۷
۱۶	شیخ احمد ولد محمد الیاس دیروی	۲۶۳	۳۲	احسان الحق ولد عبد العلی ہزارہ	۴۰۰
۱۷	احسان الحق ولد فضل الرحمان پشاوری	۲۷۹	۳۳	محمد رسول ولد ملا محمد عثمان بلوچستان	۳۲۰

رول نمبر	نام طالب علم	حاصل کردہ نمبر	رول نمبر	نام طالب علم	حاصل کردہ نمبر
۳۴	سلطان محمود ولد محمد علی خان ۔ دیر	۳۳۹	۵۹	عطاء الرحمان ولد عبد الجلیل کیمبلپوری	۲۲۴
۳۵	حلیم خان ولد امین خان ۔ بنوں	۳۵۴	۶۰	عصام الدین ولد سعد الدین مردانی	۱۴۶
۳۶	حبیب اللہ ولد ادرام خان ۔ بنوں	۴۱۴	۶۱	عبد الغنی ولد حکیم سید ۔ باجوڑ	۲۳۰
۳۷	عبد اللہ جان ولد باذی خان ۔ بلوچستان	۳۶۱	۶۲	عبد الرحمن ولد غلام نبی ۔ بنوں	۳۸۰
۳۸	عبد المجید ولد محمد امیر خان ۔ ڈیرہ	۳۳۷	۶۳	محمد سلطان ولد امین خان سواتی	۳۲۹
۳۹	عبد الحی ولد عبد الستار ۔ قندھار	۳۰۵	۶۴	محمد عالی ولد سعید الرحمان ۔ دیر	۲۹۳
۴۰	سعید اللہ ولد غلام اللہ ۔ افغانی	۱۸۸	۶۵	نور رحیم ولد محمد جمال ۔ باجوڑ	۴۵۷
۴۱	محمد زمان ولد حبیب اللہ ۔ بنوں	۲۹۲	۶۶	ثمر گل ولد شائستہ خان ۔ بنوں	۳۷۹
۴۲	کفایت اللہ ولد مغفور اللہ ۔ مردانی	۲۵۹	۶۷	محمد قاسم ولد گل حسن شاہ ۔ ہزاروی	۲۹۹
۴۳	حسین احمد ولد عبد الرزاق ۔ مردانی	۲۵۲	۶۸	سعید بادشاہ ولد مہربان شاہ ۔ بنوں	۳۲۲
۴۴	بہرہ مند ولد میرزا ۔ دیر	۲۶۵	۶۹	نور عثمان ولد دلبر جان ۔ ڈیروی	۳۰۱
۴۵	محمد اعظم خان ولد آبا خان ۔ کوہاٹ	۲۹۰	۷۰	حافظ عبد الوارث ولد غازی میر جان وزیر	۳۲۵
۴۶	محب الرحمن ولد سویہ خان ۔ بنوں	۳۳۵	۷۱	عبد الحلیم ولد بشیر اللہ ۔ افغانی	۴۲۲
۴۷	عبد الودود ولد عبد اللہ ۔ پشاوری	۳۲۶	۷۲	نور محمد ولد عبد الرحیم ۔ بلوچستانی	۳۶۵
۴۸	امیر محمد جان ولد شیر مست خان ۔ ڈیرہ	۴۵۴	۷۳	عبد الرزاق ولد عبد الحق ۔ وزیر	۴۰۵
۴۹	فضل اللہ ولد مصباح اللہ ۔ مردانی	۴۲۳	۷۴	کامل محمد ولد لعل محمد ۔ دیر	۳۷۰
۵۰	عنایت الرحمن ولد مولوی عبد الواحد مردانی	۳۶۳	۷۵	گل جمال ولد نور محمد ۔ بنوں	۲۸۹
۵۱	نوروز خان ولد ملک میر سدی خان وزیر	۳۶۰	۷۶	غلام عثمان ولد غلام نبی ۔ افغانی	۳۵۰
۵۲	گل زمان خان ولد بادشاہ گل ۔ وزیر	۳۳۰	۷۷	سید عمر ولد محمد امیر خان ۔ مردانی	۲۱۸
۵۳	سخی بادشاہ ولد شیر بادشاہ ۔ کوہاٹ	۴۲۷	۷۸	محمد اسحاق ولد فیروز الدین ۔ مردانی	۲۲۵
۵۴	حضرت محمد ولد گل محمد ۔ قندھار	۳۹۰	۷۹	ولی بہادر ولد شیر بہادر ۔ مردانی	۲۶۸
۵۵	محمد ایوب ولد غلام رسول ۔ قندھار	۳۸۲	۸۰	تاج ولی خان ولد عمرا خان مردانی	۲۴۸
۵۶	محمد شیر زین ولد محمد عالم ۔ افغانی	۳۲۹	۸۱	محمد سلیمان ولد خوامن ۔ کیمبلپور	۳۰۱
۵۷	خیر المبشر ولد احمد ۔ سواتی	۳۴۶	۸۲	فضل الرحمان ولد محمد افضل ۔ ڈیرہ	۳۲۱
۵۸	فتح الرحمان ولد محمد الرحمان ۔ مردانی	۳۲۲	۸۳	فضل قہار ولد عبد القہار ۔ دیر	۳۶۲

رول نمبر	نام طالب علم	حاصل کردہ نمبر	رول نمبر	نام طالب علم	حاصل کردہ نمبر
۸۴	حبیب الرسول ولد سید رسول مردانی	۲۸۵	۱۰۹	عبدالبصیر ولد محمد صدیق افغانی	۳۶۵
۸۵	محمد فاضل ولد محمد غلام - ڈیروی	۲۱۲	۱۱۰	عاشق احمد ولد کریم خان پشاوری	۳۱۹
۸۶	حبیب اللہ ولد عبدالحنان ڈیروی	۲۹۲	۱۱۱	شبیر احمد ولد عبدالجلال کوہاٹی	۳۴۵
۸۷	محمد رسول ولد محمد ایوب افغانی	۳۱۷	۱۱۲	احمد شاہ ولد محمد عبداللہ پشاوری	۳۱۹
۸۸	وحید اللہ ولد امان اللہ باجوڑ	۴۵۱	۱۱۳	عزت الرحمن ولد رحیم جان ڈیروی	۲۷۲
۸۹	نور باقی جان ولد داد گل - بنوں	۳۱۴	۱۱۴	فیض الحق ولد محمد گل ہزاروی	۳۴۹
۹۰	عبدالمالک شاہ ولد محمد عظیم ڈیروی	۲۸۲	۱۱۵	سید الودود ولد عبدالنبی سواتی	۳۴۴
۹۱	محمد اکرم ولد محمد امین افغانی	۲۲۱	۱۱۶	فضل الرحمان ولد نور الہدیٰ مردانی	۲۲۵
۹۲	عبدالبصیر ولد پیلاد خان افغانی	۳۱۹	۱۱۷	حبیب الرحیم ولد عبدالحبیب سواتی	۲۴۱
۹۳	عبدالولی ولد حاجی رہو - بلوچستان	۲۴۱	۱۱۸	نذر محمد ولد محمد خان ترکستانی	۳۱۳
۹۴	سید آغا جان ولد زر کلیم افغانی	۲۴۰	۱۱۹	محمد کمال ولد غلام سرور مردانی	۳۱۴
۹۵	فیض اللہ ولد میر احمد خان افغانی	۲۴۱	۱۲۰	سید علی شاہ ولد فضل کریم مردانی	۳۹۸
۹۶	گل محمد ولد رحمت خان - پشاور	۳۵۳	۱۲۱	جمیل اللہ ولد عزیز اللہ چترالی	۳۴۴
۹۷	میرا جان ولد ہیبت خان افغانی	۲۴۱	۱۲۲	سید محمد سعید ولد شیخ احمد افغانی	۳۹۳
۹۸	ہدایۃ اللہ ولد اصل خان - وزیر	۳۷۱	۱۲۳	عبداللہ ولد عبدالحق ہزاروی	۳۹۴
۹۹	محمد روشن ولد عبدالواحد ڈیروی	۳۵۲	۱۲۴	شمس الدین ولد عبدالصمد افغانی	۲۷۶
۱۰۰	عبدالغفور ولد عبدالکریم اخون بلخی	۳۷۲	۱۲۵	نجیب احمد ولد مولوی عبدالخالق مردانی	۳۱۱
۱۰۱	عبدالحلیم ولد گلاب ہمیش پشاوری	۳۰۷	۱۲۶	فضل احمد ولد خیر اللہ	۳۴۵
۱۰۲	عمر خان ولد نظیم خان - بنوں	۲۳۰	۱۲۷	لیاب گل ولد آفتاب الدین کوہاٹی	۵۴
۱۰۳	محمد جان ولد اسماعیل جان افغانی	۳۱۹	۱۲۸	محمد شفیق ولد حاجی محمد سلیم - وزیر	۳۷۰
۱۰۴	حبیب اللہ ولد رحمت اللہ پشاوری	۲۱۲	۱۲۹	میاں محمد حسین ولد میاں محمد شفیق پشاوری	۳۳۹
۱۰۵	میاں حسن شاہ ولد میاں گل حسن سواتی	۲۹۲	۱۳۰	جہان زیب ولد غلام رسول ہزاروی	۶۱
۱۰۶	عبدالقدیم ولد غنیمت شاہ چترالی	۱۵۳	۱۳۱	حبیب الرحمان ولد غلام ربانی بلوچستانی	۶۰
۱۰۷	گل رنگ ولد حاجی حیدر افغانی	۲۹۸	۳۹۱	ولی محمد ولد صالح محمد	۶۰
۱۰۸	دین محمد ولد نذر محمد وزیر	۳۶۷		عبداللہ ولد محمد دین افغانی فہرست فضلاء میں درج ہیں۔	

فضل الباری شرح اُردو صحیح البخاری (جلد اوّل)

ازافادات حضرت شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی مرحوم ۔ ترتیب و مراجعت مولانا قاضی عبدالرحمان صاحب فاضل دیوبند ۔ ناشر ادارۂ علوم شرعیہ نشتر روڈ کراچی. پاکستان ، صفحات ۵۸۴ ، قیمت چالیس روپے ۔

صحیح بخاری شریف کو اللہ تعالیٰ نے جس حسن قبول سے نوازا، کتاب اللہ کے بعد اسکی دوسری کوئی مثال نہیں ملتی. ہر دور اور ہر زمانہ میں اصح الکتب بعد کتاب اللہ الجامع البخاری کی شروح اور حواشی کی شکل میں علماء امت نے عظیم الشان خدمات انجام دی ہیں. آخری دور میں علماء دیوبند کو حق تعالیٰ نے علم حدیث کی خدمت کی جو خاص توفیق دی اس کی مثالیں متقدمین کے زمانہ میں ہی مل سکتی ہیں۔ علامہ شبیر احمد عثمانی مرحوم بھی علماء دیوبند کے اسی طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں جنہوں نے قرآن و حدیث کی بے مثال خدمت درس و تدریس، شرح و تفسیر اور وعظ و ارشاد کی شکل میں انجام دی تفسیر شیخ الہندؒ پر ان کے حواشی اور صحیح مسلم کی فقید المثال شرح فتح الملہم عرب و عجم سے خراج تحسین پا چکی ہے۔ پیش نظر کتاب فضل الباری حضرۃ عثمانیؒ کی تصنیف نہیں بلکہ درسی تقریر اور آمالیٔ بخاری شریف کا مجموعہ ہے. جسے علامہ مرحوم کے ایک ہونہار شاگرد نے درس بخاری کے دوران قلمبند کیا اور پھر صاحب تقریرؒ سے نظر ثانی بھی کروایا۔ علامہ مرحوم نے نہ صرف نظر ثانی کی بلکہ حک و اضافہ بھی کیا. اور حوالوں کیلئے کتب مراجعت کی نشاندہی بھی فرمائی یہ عظیم الشان ذخیرہ ابھی تک شرمندۂ تحقیق و مراجعت تھا. اور اہل علم شدّت سے اس گنج گرانمایہ کے منتظر تھے۔ کتاب کی افادیت اور جامعیّت کے لئے علامہ عثمانیؒ کا نام نامی ہی کافی ہے۔ حدیث کی شرح اور توضیح میں علامہ مرحوم کا خاص انداز ہے. کلام و عقائد کے اختلافی مباحث کی تحقیق میں مکمل استقصاء اور پھر حتی الامکان اختلافات ختم یا کم کرانے والے توجیہات ہر اہم مسئلہ میں علماء تحقیق کے معرکۃ الآراء نظریات و آراء کے اقتباسات یا تلخیص، اسرار شریعت کی نشاندہی

راویان حدیث کے مختصر حالات اور پھر ان کی جرح و تعدیل، اسنادی مباحث سے تعرض، غریب الحدیث کا حل، مذہب احناف کی مکمل تحقیق و ترجیح اور ان سب باتوں کے علاوہ اپنے اکابر اساتذہ کی عجیب و غریب تحقیقات اور شبہات قدیمہ کے ساتھ ساتھ عصر حاضر کے نئے مسائل اور شبہات کی روشنی میں ہر قسم کے شبہات کا قلع قمع اور دلائل نقلیہ کے ساتھ عقلی شواہد جسے عقل اور وجدان سلیم خود بخود قبول کر سکیں اور یہ سب کچھ بیان و توضیح کے اس خاص ملکہ کے ساتھ جس سے حق تعالےٰ نے انہیں نوازا تھا۔ اہل علم کو ان خصوصیات کا اندازہ ان کی تفسیر قرآن اور فتح الملہم سے ہو چکا ہے۔ اور اب پیش نظر کتاب میں بھی وہ تمام خصوصیات نئے رنگ میں موجود پائیں گے۔ حدیث کی تشریح میں امام بخاریؒ کی طرح شارح عثمانیؒ نے بھی نئے دور کے افکار و نظریات، نئی معاشرت اور تہذیب کو ملحوظ رکھا ہے اور اسکی روشنی میں نتائج نکالے ہیں۔

اس عظیم الشان کتاب کی تکمیل بارہ جلدوں میں ہو گی، حق تعالیٰ نے تحقیق و تعلیق کے بعد اسکی طباعت کی توفیق بھی فاضل محترم مولانا قاضی عبدالرحمان صاحب فاضل دیوبند کو دی۔ انہوں نے ترتیب و مراجعت تعلیق و حواشی اور تعیین عنوانات میں نہایت عرقریزی اور عالمانہ نقطہ سنجی سے کام لیا ہے۔ اس طرح ان کے ہاتھوں حضرت شیخ الاسلام عثمانی کی ایک [illegible] ہوئی جب اور علم حدیث کا ایک بیش بہا سرمایہ دنیا کے سامنے آیا۔ اردو زبان میں تو پہلی بار بخاری شریف کی شرح اتنی بسط و تفصیل سے مرتب ہوئی ہے۔ اس لحاظ سے کتاب اردو زبان میں ایک بیش قیمت اضافہ ہے۔ مگر ضرورت اس چیز کی ہے کہ یہ خزینۂ علمی کم از کم عربی اور انگریزی زبان میں بھی منتقل ہو جائے ہمیں خوشی ہے کہ غالباً انگریزی ترجمہ کے لئے ملک کے ایک ممتاز صاحب طرز ادیب شہیر آمادہ ہو چکے ہیں۔ مگر عالم عرب کو اکابر دیوبند کے علوم سے استفادہ کا موقع دینے کیلئے عربی ایڈیشن بھی ضروری ہے کتاب کی ابتداء میں امام بخاری اور علامہ عثمانیؒ کی مختصر سوانح بھی دی گئی ہیں۔ اور حجیت حدیث پر مولانا قاری محمد طیب قاسمی کا ایک نہایت عالمانہ مقالہ بھی شامل ہے ہم ناشر کتاب مولانا قاضی عبدالرحمان صاحب کو اس وقیع اور جلیل القدر پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ یہ انکی خوش قسمتی اور سعادت ہے کہ بخاری شریف جیسی عظیم المرتبت کتاب کے بارہ میں دیوبند کے ایک مایۂ ناز فرزند کے علوم و معارف کی تدوین و اشاعت کی توفیق سے انہیں نوازا گیا ہے۔ ہم اس ضخیم کتاب کی باقی جلدوں کی جلد از جلد اشاعت کیلئے دست بدعا ہیں۔ اور اہل علم و فضل سے متوقع ہیں کہ اس کتاب کی تکمیل کے لئے قاضی صاحب سے ہر ممکن تعاون فرماویں گے۔ طباعت، کتابت کاغذ، جلد ہر چیز کتاب کے شایان شان ہے۔

Regd. No. P. 90

شہر شہر اور گاؤں میں
سب کے پاؤں میں
سروس
شوز
سروس
ہوائی چپل
جدید ترین اور دلکش
میں
ہلکی پھلکی - آرام دہ
Servis